۷۸۶

# دُرِّ شہوار

تصنیف

## مصوّرِ غم علامہ راشد الخیری دہلوی

مصنف

نوحہ زندگی۔ صبح زندگی۔ شام زندگی۔ شب زندگی۔ تائید غیبی وغیرہ وغیرہ

جسے

## محمد عباس حسین قارنی


دوسری بار مئی ۱۹۲۲ عیسوی میں

منشی عبد الحمید کے حمیدیہ پریس دہلی میں چھپوا کر

لشکر سے حملہ آور رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی سے شائع کیا ہیں

قیمت ... آنے علاوہ محصول

# تصانیف جناب قاری محمد سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی

سیاح جاپان و انگلستان (پرائیویٹ مشنری آف اسلام)

## اسلام

قاری صاحب کے انگریزی زبان میں متصوفانہ مضامین کا مجموعہ یہ مضامین نہایت قدر و منزلت کے ساتھ امریکہ کے انگریزی رسائل میں چھپے ہیں۔ اب ایک خوشنما جلد میں ہدیہ شائقین کئے جاتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

## مضامین قاری

قاری صاحب کے علمی ادبی اخلاقی قومی مضامین کا مجموعہ یہ مجلد کتاب دو سو صفحات پر مشتمل ہے جس میں مصنف کی تصویر بھی ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

## شاہد رعنا

اس ناول میں قاری صاحب نے اخلاقیات کا سبق اس خوبی سے دیا ہے جو ان کا خاص حصہ ہے۔ دہلی کی زبان کیرکٹروں کا سراپا اس پر کتاب کی غایت دلچسپی پر سب باتیں کتاب کے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ پونے دو سو صفحہ کی کتاب قیمت عہ

ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ تمدن میٹا محل دہلی

---

## انتباہ

چونکہ کتاب در شہوار کا دائمی حق اشاعت جناب مصنف نے مجھے عنا...
اس لیے کوئی صاحب اسے چھاپنے کا قصد نہ کریں جس قدر جلدیں مط...
پر ہم سے طلب کر سکتے ہیں جس کتاب پر میرے دستخط نہ ہوں وہ مسروقہ سمجھی...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایران کی سرزمین نے خدا معلوم کس منحوس گھڑی میں جنم لیا تھا کہ بگڑی اور بنی اور اجڑی۔ بن بن کر بگڑی اور سنور سنور کر اجڑی۔ مازندران جس پر تمام ایران کسی وقت میں ناز کر رہا تھا۔ اکثر اعتبار سے یہ حق رکھتا تھا کہ ایران کی جان سمجھا جائے۔ بنانے والوں نے خون پسینہ ایک کیے۔ دولتیں لٹائیں۔ جانیں قربان کیں۔ مگر ناخلف اولاد نے وطن کی محبت اور بزرگوں کا لحاظ سب طاق میں رکھا۔ اور سلطنت دہڑی دہڑی کر کے لٹائی فیروز کا عہد اگر دیکھا جائے تو باوجود اس کے مازندران کی بربادی کا بڑا بار اس کے ذمہ ہے پھر غنیمت تھا کہ باپ کا نقش قدم اس کی رہنمائی کو موجود تھا۔ فرقاس فیروز کا باپ بعض اعتبار سے تاج مازندرانی میں بے مثل ہستی سمجھا جا سکتا ہے لیکن مصائب کی گھٹائیں بساط سلطنت پر اس کی زندگی ہی میں نمودار ہو چکی تھیں۔ فیروز کا تخت نشین ہونا تھا کہ بطرس جو عرصہ سے تاک میں تھا ایک جرار لشکر سے حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں تو فتح کا سہرا فیروز ہی کے سر رہا۔ مگر

مازندران کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ قلعہ جو باعتبار رونق مشہور شہروں پر بازی لے گیا تھا۔ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ چہل پہل کی بجائے بازاروں میں گدھے کے ہل پھر گئے تھے۔ جہاں دن رات میلے سے لگے رہتے تھے وہاں اب الو بول رہا تھا۔ بڑے بڑے محل تاراج ہو گئے۔ اب صرف ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور کچی پکی اینٹیں ان کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں یہ وہی جگہ تھی جہاں سوماری شہزادوں نے بالعموم جنت کی نہریں شہر کے اندر بہا دیں تھیں۔ گلی گلی اور کوچہ کوچہ فردوس بریں کا نمونہ تھا مہینہ میں ایک روز یعنی بدھ کی رات کو جو سوماریوں کا متبرک روز تھا مازندران بقعہ نور بنجاتا۔ اور تمام رات جشن رہتا۔ دور دور سے خلقت اس کا لطف اٹھانے آتی۔ اور شہر ایک جشن ہوتی۔ آدھی رات کے بعد جب دودھ کے کڑھاؤ آگ پر رکھے جاتے اور اس میں ناگ چھوڑ کر پرستش کی جاتی تو پجاریوں کی صدائیں آسمان تک پہنچتیں۔ رات کے آخری حصہ میں فیروز والی سلطنت کی سواری شہر میں نکلتی اور سڑکوں پر خلقت کی یہ کثرت ہوتی کہ تل دہرنے کو جگہ نہ رہتی۔ روشنی رات کا دن بنا دیتی اور چہل پہل مازندران کو فردوس بریں

آج اس مازندران میں فیروز کے بعد بیسیوں بدھ کے دن اور راتیں آئیں اور گئیں۔ مگر کچھ ایسی اداسی اور بیکسی چھائی ہوئی تھی کہ زمین کا ہر ذرہ خاموش تھا دماغ میں ہوش اور سر میں عقل ہوتی تو یہ حملہ فیروز کے واسطے ایک تازیانہ تھا۔ آنکھیں کھولتا۔ اور جس جوہر کو باپ کی غفلت اور اپنی لاپروائی ضائع کر چکی تھی از سر نو حاصل کرتا۔ جمعیت جس نے اس نازک وقت میں بھی اس کا ساتھ دیا اور وطن کی لاج پر قربان ہوئی۔ اگر جھوٹوں اشارہ کرتا تو سچوں اس کے اشارہ پر جانیں قربان کرنے کو موجود تھی۔ مگر بطرس کے فرار سے بجائے خطرے کے انسداد کی طرف متوجہ ہونے کے ایسا مطمئن ہوا کہ دن رات رنگ رلیاں

منانے لگا۔ ایک مہینہ مشکل سے گذرا ہو گا کہ بطرس نے دوبارہ حملہ کیا۔ اور کئی ہزار فوج لیکر مازندران کے باہر ڈیرے ڈال دیے۔

فیروز نشہ دولت میں سرشار، زعم حکومت میں گرفتار، بیہوش جب سر پر دشمن آموجود ہوا تو دانت پیسنے شروع کیے۔ مگر اس کے سوا کہ ان دانتوں سے اپنی ہی بوٹیاں نوچتا اور کیا کر سکتا تھا۔ فوج ختم۔ سامان حرب ندارد۔ فیروز کے پاس تھا ہی کیا کہ مقابلہ کی ہمت ہوتی۔ ارادہ کیا کہ منہ کالا کروں اور کسی کی طرف بھاگ نکلوں۔ مگر دشمن باہر موجود تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ نمعلوم اس کی فوج کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ مازندرانیوں نے دشمن کا یہ رنگ دیکھ کر بادشاہ کی طرف دیکھا۔ مگر وہاں ڈھاک کے تین پات تھے۔ اس حالت میں بھی کہ دشمن محاصرہ کیے پڑا تھا اور رعیت نے احتیاطاً دروازے بند کر رکھے تھے۔ فیروز کے جلسہ عیش بدستور گرم تھے۔ مازندرانی مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ پہلے فیروز ہی کا خاتمہ کر دیں۔ مگر مہرام جو کسی زمانہ میں وزیر جنگ سمجھا جاتا تھا۔ اس رائے کے برخلاف ہوا۔ اور سب کو جمع کر باآواز بلند کہہ دیا۔ کہ لڑائی فیروز سے نہیں مازندران سے ہے۔ تم فیروز کو مردہ سمجھ لو اور اگر وطن کو ظالم بطرس کے پنجہ سے بچانا چاہتے ہو تو مقابلہ کرو، مر جاؤ یا دشمن کو مار دو۔ اس تقریر کا معقول اثر ہوا۔ اور سب نے متفق ہو کر فیروز کو اطلاع دے دی کہ اگر تجھ میں حمیت ہے تو ہمارا ساتھ دے اور میدان میں آ۔ کل صبح کو ہماری لڑائی شروع ہو گی۔ ورنہ تو جان اور تیرا کام۔

مازندرانیوں میں سے بعض سورما حملہ اول ہی میں موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ مگر اب بھی بہت سے زندہ تھے۔ فیروز سوچتا ہی رہا کہ کیا کروں کہ مہرام نے اپنی پر جوش تقریر سے مازندرانیوں کا ایک دستہ

تیار کر مقابلہ شروع کر دیا۔ اگر مہرام یہ ہوشیاری نہ کرتا تو یقیناً بطرس اندر داخل ہو گیا تھا۔

وہ شہر پناہ تک آپہنچا تھا اور بہ ظاہر اب اس کو کوئی چیز روکنے والی نہ تھی۔ جو کبھی اس کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میدان صاف ہے تو مازندران کے قلعوں پر بطرس کا جھنڈا یقینی لہراتا۔ مگر پہلے حملہ نے اس کو بتا دیا تھا کہ ابھی فیسہ ور میں جان باقی ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ بطرس نے شہر کے باہر ڈیرے ڈالے اور بہرام اپنی جمعیت کو لیکر باہر نکلا۔ مگر دیکھتا ہے تو بطرس کے ساتھ عظیم الشان لشکر موجود ہے۔ اور جس فوج کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔ یہ ایسا منظر تھا کہ دیکھتے ہی مہرام کے اوسان جاتے رہے۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو ملکر اپنی جان بچاؤں۔ مگر بعض جہاندیدہ اور تجربہ کار آدمیوں نے صلاح دی کہ۔

واپس جانے میں بطرس پیچھا کریگا اور سب کو تیغ کے گھاٹ اُتار دیگا اس وقت اس کے سوا علاج نہیں کہ مقابلہ کرو۔ شکست ظاہر ہے بلا سے بہادری کی موت بزدلی کے فرار سے ہزار درجہ بہتر ہوگی۔

صبح صادق کا وقت تھا کہ مہرام کی جمعیت نے جس کے پاس سامان حرب بھی کافی نہ تھا۔ تیر اندازی شروع کی۔ بطرس نے جواب میں اس غضب کے تیر برسائے کہ اگر ہوا مہرام کا ساتھ نہ دیتی تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں لڑائی کا خاتمہ تھا۔ اور بطرس شہر میں داخل ہو جاتا۔ مگر ہوا کا جھکڑ ایسا چلا کہ بطرس کے تیر نشانہ پر نہ بیٹھ سکے۔ ہوا ان کو اس بری طرح اُڑا رہی تھی کہ ایک تیر ٹھیک نہ پہنچتا تھا۔ مہرام کے تیروں نے دشمنوں کے کلیجے چھلنی کر دیے اور اب پھر پہلے کی طرح بطرس کو اپنا سا منہ لیکر بھاگنا پڑا۔

یہ دوسرا حملہ فیروز کے واسطے کافی سبق تھا۔ اور اگر وہ سمجھ جاتا کہ دشمن سوئے نہ سونے دے تو اب بھی کچھ نہ گیا تھا مازنڈانیوں کے دل جوش سے لبریز تھے اور اِس بارود میں صرف آگ لگانے کی دیر تھی فیروز کا ادنیٰ اشارہ بہت بڑا کام کر جاتا مگر بطرس کا بھاگنا فیروز کو عید ہو گیا۔ اور اس موقع پر بھی بدنصیب نے عاقبت اندیشی سے کام نہ لیا۔

بطرس کے پاس اس قدر زر و جواہر موجود تھا کہ اگر وہ ایسے ایسے بیس حملہ بھی کرتا تو روپیہ کی دقت نہ ہوتی۔ دوسری دفعہ ناکام لوٹا تو یہ حالت تھی کہ رات کی نیند اور دن کی بھوک سب اُڑ گئی۔ سوتا جاگتا ہر وقت اس خیال میں غرق اور فکر میں شرابور تھا۔ اس کا قیام مازندران سے چالیس میل کے فاصلہ تھا اور ایک اسی پر موقوف نہیں۔ اس کے تمام ہمراہی فیروز کی جان کے دشمن تھے۔ اور بغیر بطرس کی تحریک کے کئی کئی آدمی کئی مرتبہ اس غرض سے مازندران گئے بھی کہ اگر موقع ملجائے تو فیروز کو قتل کر ڈالیں۔

بطرس کا تیسرا حملہ مازندران پر قیامت کا حملہ تھا کہ ادہر آفتاب طلوع ہوا اور ادہر بطرس کی فوج دندناتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور قتل عام شروع کر دیا۔ فیروز میں ہمت تو کیا خاک ہوتی۔ گنتی کے چند آدمی ساتھ تھے شور کی آواز سے ہی رفوچکر ہوے۔ اور دوپہر سے پہلے فیروز کا سر بطرس کے قدموں میں تھا۔

قتل فیروز سے پہلے جو قتل عام بطرس نے کیا مازندران اسکو فراموش نہیں کر سکتا۔ گلی کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے اور خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ اسی قتل کے سلسلہ میں بطرس نے ایسی ایسی دلکش عمارتیں تاراج کیں جو مازندران کے واسطے مایہ ناز تھیں۔

بطرس تخت پر بیٹھا تو بیس ہزار کے قریب لشکر اس کے پاس موجود تھا۔ اور گو اس نے اپنی طرف سے مازندران کے سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن موت نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور اس کے بعد مازندران کی سلطنت اس کی لڑکی سبطورا کے ہاتھ میں آئی۔

(۲)

سبطورا تخت پر بیٹھی تو اس کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ ایک مازندران نہیں آس پاس کے پچاس شہزادے اور رئیس اس سے شادی کے متمنی تھے۔ سبطورا بہ تقاضائے عمر اپنے عہد میں وہ حسن کی ایک ایسی مورت تھی جس پر مازندران جس قدر بھی ناز کرتا بجا و درست تھا۔ حسن صورت کے ساتھ ہی اس کا خلق اتنا وسیع اور اس قدر عام تھا کہ رعیت کا ہر متنفس اس کا کلمہ گو تھا۔ جس شہر کا ہر ذرہ فیروز کے عہد میں عیش و خود پسندی کا کامل نمونہ تھا۔ وہاں انصاف کا ڈنکا بج رہا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ملکہ نے فوج کے انتظام پر نظر کی۔ اور ایک مہینہ ہی بھر کے عرصہ میں بیس ہزار جمعیت فراہم کر لی۔ اس سے فارغ ہوتے ہی اس نے شہر کی حالت پر توجہ کی۔ جن باغوں میں بلبلان خوش الحان کے بجائے فاختہ اور قمری کا مرثیہ تھا۔ وہاں از سر نو آبیاری اور چمن بندی کی۔ جو عمارتیں خونریز لڑائیوں میں فنا ہو چکی تھیں۔ ان کو ٹھیک کیا اور حکومت کے پہلے ہی سال میں مازندران کچھ کا کچھ ہو گیا۔

حقیقتاً مازندران ایک ایسا خطہ تھا جہاں اکثر قحط سالی رہتی تھی۔ کچھ تو حکومت کی ناعاقبت اندیشی اور کچھ بارش کی قلت اور پانی کی کمیابی۔ زراعت مطلق نہ تھی۔ سبطورا نے اس طرف خاص توجہ کی مختلف مقامات پر کنوئیں کھدوائے اور وسط شہر میں ایک ایسی نہر جاری کر دی جو آج تک اس کا نام زندہ کر رہی ہے اور اسی طرح

ہمیشہ ہمیشہ اس کا نام روشن رکھیگی۔

شام کے قریب جب مازندرانی اس نہر پر جمع ہوکر اپنی ملکہ کی درازی عمر کے گیت گاتے تھے تو مازندران گونج اُٹھتا تھا۔ اس نہر نے قحط کا قلع قمع کردیا اور شہر کی وہ آمدنی جو ہر سال دور دراز کے ملکوں میں پہنچتی تھی۔ مازندران ہی میں رہنے لگی۔ اور چند ہی روز میں رعیت کی مالی حالت نہایت اچھی ہوگئی۔ اس تغیر نے ملکہ کی حکومت کا سکہ دلوں پر ایسا بٹھایا کہ مرد اور عورت، بچہ اور بوڑھا ہر شخص اس کا عاشق تھا۔ مقدمات کے فیصلوں میں وہ انصاف کا اس قدر لحاظ رکھتی تھی کہ دربار عام میں ہر فریادی بلا روک ٹوک حاضر ہو سکتا تھا۔ اپنے کان سے شکایت سنتی اور فوراً توجہ کرتی۔

سب سے بڑی دولت سبطورا کے پاس اس کا حسن خداداد تھا جس نے روئے زمین پر اپنا سکہ جما دیا۔ اس کے بعد یہ جوہر سونے پر سہاگہ تھے۔

مشکل ہی سے کوئی مہینہ ایسا جاتا ہوگا کہ ایک نہ ایک فرمانروا تخت مازندران کا مہمان نہ ہوتا اس وقت ملکہ کی ماں زندہ تھی۔ اور گو وہ ایک عیش پسند شوہر کی بیوی تھی۔ لیکن لڑکی کی اس تمام کوششوں میں برابر کی شریک تھی اور بہت سی کامیابیوں کا سہرا اس کے سر تھا۔ تجربہ کار عورت تھی۔ جہاندیدہ زمانہ کا گرم و سرد دیکھے ہوئے اور نشیب و فراز بھگتے ہوئے۔ وہ اچھی طرح دیکھ اور سمجھ رہی تھی کہ یہ فتنہ جو سبطورا کی ہستی میں پنہاں ہے ضرور رنگ لائیگا۔ اور اس کی ہر دلعزیزی کوئی نہ کوئی آفت ضرور ڈھائیگی۔ وہ بظاہر اس مہمان نوازی سے خوش تھی اور لڑکی سامنے تیوری پر بل نہ لاتی۔ مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ دعوتیں عداوتوں کا رنگ لائیں گی۔ اور یہ ضیافتیں قیامتیں برپا کریں گی۔

ایرانی شہزادہ فیلوس ایک روز کے واسطے آیا اور ایک مہینہ ہوگیا

ٹلنے کا نام نہ لیا۔ سبطورا خاموش ہے مگر ماں دل ہی دل میں جھلس رہی ہے۔ بہرام اپنے سپہ سالار کا لڑکا ہے تو غریب آدمی اور اپنی ہی رعیت اپنا ہی نمک پروردہ مگر یہ کیا غضب ہے کہ دن ہو یا رات، کام ہو یا نہو ہر وقت موجود۔ ما یہ رنگ دیکھ دیکھ انگاروں پر لوٹتی ہے۔ مگر ڈرتی ہے کہ اگر منہ سے کچھ نکالوں تو ایسا نہ ہو کہ سبطورا جان کو آجائے۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ فیلوس کا قیام خود سبطورا کو پسند نہیں اور اس کا ٹھہرنا اسکو ناگوار ہے۔ مگر یہ بھی جانتی ہے کہ اس سے کچھ کہنا بھڑوں کے چھتہ کو چھیڑنا ہے۔ خاموش ہے اور کچھ نہیں کہتی۔

(۳)

گھوڑ دوڑ کا پُر لطف منظر دیکھنے کے قابل تھا جب بڑے بڑے شہسوار اپنی جرات کا تماشہ دکھانے کو مازندران میں جمع ہوئے۔ بظاہر کوئی خاص انعام یا توقع نہ تھی۔ لیکن دور دور سے والیان سلطنت آموجود ہوئے۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس عظیم الشان مجمع میں جو شخص بازی لے جائیگا۔ یقیناً شہزادی کی نظر محبت اس پر پڑ جائیگی۔ یہ خیال سب کے دل میں موجود تھا۔ اور لہریں لے رہا تھا سبطورا اور اس کی ماں جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے سر پر ایک طلائی شامیانہ تنا ہوا تھا اور سامنے شہسوار اپنے اپنے گھوڑے لیے موجود تھے شام کے چار بجے کا وقت تھا۔ مازندرانی فوج زرق برق پوشاک پہنے ادہر ادہر ٹہل رہی تھی کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا اور ہاتھ باندہ کر کھڑا ہو گیا۔

**ملکہ** ۔ بہرام کیا ہے

**بہرام** ۔ ملکہ سلامت آج کی گھوڑ دوڑ محض تفریح ہے۔ اور اس میں شریک ہونے والوں کے واسطے والئی ریاست ہونا ضروری نہیں۔ اگر میری شرکت سے

کسی کی توہین ہو تو بیشک مجھے اصرار نہیں۔ لیکن اس حالت میں کہ دور دور کے لوگوں کو موقع دیا گیا کہ اپنے اپنے جوہر سرکار عالم کو دکھا سکیں۔ کیا وجہ ہے کہ صرف مازندرانی رعیت اس سے محروم رہی۔ میں نے درخواست کی تھی کہ میرا نام بھی شریک ہو مگر مہتمم گھوڑ دوڑ نے حقارت سے میری طرف دیکھا اور نفرت سے دھتکار دیا۔

ملکہ۔ ہاں کوئی ہرج نہیں تم شریک ہو۔

ما۔ مہتمم سے بھی دریافت کرو۔

ملکہ۔ اچھا مہتمم کو بلاؤ۔

مہتمم۔ حاضر ہوا اور قدمبوس ہو کر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

ملکہ۔ آپ ان کو شرکت کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔

مہتمم۔ میرا خیال ہے کہ یہ صرف والیان ریاست کی گھوڑ دوڑ ہے۔

ملکہ۔ نہیں۔

مہتمم۔ تو جو حکم ہو تعمیل کی جائے۔

ما۔ ممکن ہے کہ مہمانان سلطنت گوارا نہ کریں۔

ملکہ۔ اس میں اُن کا کیا نقصان ہے۔

ما۔ توہین ہے۔

ملکہ۔ نہیں توہین نہیں ہے۔

ما۔ کیوں۔

ملکہ۔ اس لیے کہ اس میں کوئی شرط نہیں۔

ما۔ اُن سے دریافت کر لیا جائے۔

ملکہ۔ میری رائے میں ضروری نہیں۔

**ما** - احتمال بہرام کو ناگوار نہو۔

**ملکہ** - ہو تو بلا سے۔

**ما** - کیوں بیٹھے بٹھائے جھگڑا مول لیا۔

**ملکہ** - کوئی جھگڑا نہیں ہو گا۔

**ما** - تم جانو۔

**ملکہ** - ہاں میں جانوں۔ بہرام تم شریک ہو۔

والیان ریاست کے زمرہ میں بہرام اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شریک ہوا لوگوں کی اس کے اوپر نگاہیں پڑنی شروع ہوئیں۔ مگر اس لئے کہ سلطنت غیر محق سب خاموشی کے ساتھ پی گئے۔

گھوڑ دوڑ شروع ہوئی اور اس واسطے کہ سبطورا خود بے مثل شہسوار تھی ہر سوار نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ اور گھوڑے سوار نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

چند لمحے گذرے ہونگے کہ گھوڑے سامنے نمودار ہوئے۔ مگر جو شخص سب سے آگے تھا اس کے سر سے خون کا فوارہ جاری تھا۔

سبطورا آگے بڑھی اور سوار سے ہاتھ ملایا لیکن یہ دیکھ کر سب کو افسوس ہوا کہ یہ فخر کسی والی ریاست کی تقدیر میں نہیں۔ بلکہ مازندران کے ایک ادنیٰ غلام بہرام کی قسمت میں تھا۔

سبطورا اس کی ماں اور اکثر مازندرانی اس خون سے متحیر تھے۔ بہرام کے تمام کپڑے خون میں شرابور تھے۔ مگر کسی کو پتہ نہ چلتا تھا کہ اس کی وجہ ہے کیا۔

گھوڑ دوڑ سے تین روز کے بعد فیلوس مازندران سے روانہ ہوا۔

لیکن چلتے وقت اس نے ما کی موجودگی میں سیطورہ سے کہا کہ ملکہ عالم شہزادوں کے ساتھ ایک معمولی نوکر کو گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے کی اجازت دینا تہذیب کے خلاف تھا۔ گو میں نے اس کو کافی سزا دیدی ہے۔ لیکن میرے غصہ کی آگ اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ میں یہ کہے دیتا ہوں کہ بہرام کی یہ گستاخی تمام مازندران پر بلا نازل کریگی۔

(۴)

ملکہ عالم میں ہرگز یہ راز افشا نہ کرتا اگر وہ بزدل کمینہ اپنی نازیبا حرکت کا خود ہی قرار نہ کر لیتا۔ شجاعت کے معنی یہ ہیں کہ اسی میدان میں وہ مقابلہ کرتا۔ اور دیکھ لیتا کہ ملکۂ عالم کے نمک میں کیا طاقت ہے۔ میں اسی وقت اس کو اس گستاخی کی کافی سزا دے دیتا۔ مگر صرف یہ خیال تھا کہ حکومت کا مہمان ہے۔ اور سرکار عالیہ کی بدنامی ہو گی۔ میرا گھوڑا آگے بڑھتے ہی وہ غصہ میں دیوانہ ہو گیا۔ اور جب وہ گھوڑا آگے نکالنے کی کوشش میں ناکام ہوا تو اس نے میرے منہ پر تلوار ماری۔ اگر میرا گھوڑا فوراً ہی زیادہ تیز نہ ہو جاتا تو یقیناً وہ دوسرے وار کے واسطے تیار تھا مگر اس کا گھوڑا قریب پہنچ ہی نہ سکا۔

ملکہ۔ تم اگر اس کا ذکر مجھ سے کر دیتے تو میں ضرور فیلوس سے دریافت کرتی

بہرام۔ ملکہ عالم میں کیا ذکر کرتا۔

ملکہ۔ کوئی ہرج نہ تھا۔

بہرام مناسب نہ معلوم ہوا۔

ملکہ۔ اب اس نے خود ہی ذکر کیا۔

بہرام۔ وہ اگر ذکر اب بھی نہ کرتا۔ تو میں نہ کہتا۔

ملکہ ۔ اس میں کیا مصلحت تھی۔
بہرام ۔ سرکار عالیہ ضرورت نہ تھی۔
ملکہ ۔ میں اس کا انسداد کرتی ۔
بہرام ۔ اسی لیے عرض نہ کیا۔
ملکہ ۔ اس کو حق نہ تھا کہ ایسا کرتا ۔
بہرام ۔ وہ اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔
ما ۔ اس پر طرہ یہ کہ شادی کا خواستگار ہے۔
ملکہ ۔ اور عشق کا دعویٰ بھی ہے۔
ما ۔ عشق میں زبردستی ۔
ملکہ ۔ میں ضرور سزا دونگی ۔
بہرام ملکہ عالم درگذر فرمائیے !
ملکہ ۔ ہماری فوج ایک عرصہ سے خاموش ہے اور ضرورت ہے کہ ہم کسی کا مقابلہ کریں ۔
ما ۔ بیٹی یہ علاج تو مناسب نہیں ۔
بہرام ۔ یہ ہی میں بھی دست بستہ عرض کرتا ہوں ۔
ملکہ ۔ مجھے دونوں کے خیال سے اتفاق نہیں ۔
بہرام سرکار مختار ہیں ۔
ما ۔ مشورہ کے بغیر ہر کام کا انجام خراب ہوتا ہے۔
ملکہ ۔ مجھے اس کے عشق پر تعجب ہے۔
ما ۔ آج کل کے عشق ایسے ہی ہوتے ہیں ۔
ملکہ ۔ اسی لیے وہ سزا کے مستوجب ہیں ۔

ما ۔ انجام پر نظر ڈالو۔
ملکہ ۔ ڈال چکی
ما ۔ کیا ڈالی
ملکہ ۔ جنگ
ما ۔ ہزار ہا بندگانِ خدا کی خونریزی ۔
ملکہ ۔ بالآخر مازندران کی فتح ۔
ما ۔ نتیجہ ۔
ملکہ ۔ ظالم کو ظلم کی سزا ۔
ما ۔ فتح یقینی نہیں ۔
ملکہ ۔ بیشک یقینی ۔
ما ۔ یہ نہیں کہا جاسکتا ۔

گفتگو یہیں تک پہنچی تھی کہ چوبدار نے حاضر ہوکر عرض کیا ایران کا ایلچی حاضر ہے ۔

ملکہ ۔ بلاؤ ۔

ایلچی حاضر ہوکر زمین بوس ہوا ۔ اور عرض کیا ۔

شہنشاہ عالم والی ایران کی طرف سے یہ پیام لے کر آیا ہوں کہ ملکہ مازندران کی طرف سے جو گستاخانہ طرز عمل ظہور میں آیا وہ اس قابل نہیں ہے کہ ہم درگذر کریں ۔ ایک معمولی غلام کو گھوڑ دوڑ میں شرکت کی اجازت دینا مازندرانیوں کی نا عاقبت اندیشی اور گستاخی تھی ۔ اس ادنی کنیز زادہ بہرام کا میدان میں سبقت لیجانا معمولی بات نہیں ۔ ایک ایسا قصور ہے جس کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں ۔ اگر ملکہ عالم اس غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہتی ہیں تو مناسب

ہے کہ فوراً بہرام کا سر شاہ ایران کی خدمت میں روانہ کریں۔ ورنہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ عنقریب ایرانی فوج مازندران کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگی۔

ملکہ اس کے جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی ماں نے کہا۔

اچھا تم مہمان خانہ میں قیام کرو۔ اس کا جواب دیا جائیگا۔

ملکہ۔ میں اس کا جواب ابھی دیتی ہوں۔

ما۔ تامل سے کام لو۔

بہرام۔ سرکار عالیہ غور فرمالیجئے۔

ملکہ کا چہرہ اس وقت غصہ سے تمتما رہا تھا۔ اس نے دانت پیسکر قاصد سے کہا۔ میں تم کو اس کا جواب بہت جلد دیتی ہوں۔

قاصد مہمان خانہ میں چلا گیا۔ اور اسی وقت سبطورا نے بہرام کو حکم دیا کہ وزیر جنگ کو حاضر کرو۔

وزیر آکر قدمبوس ہوا تو ملکہ نے مفصل کیفیت قاصد کی بیان کی۔

وزیر خاموش تھا کہ ملکہ کی ماں نے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے۔

فوج کی طبیعتیں خالی بیٹھے بیٹھے کند ہوگئیں۔ وہ لڑائی کے واسطے تیار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اپنے وطن کی حمایت اور سرکار عالیہ کے نام پر قربان ہونا وہ اپنا فخر سمجھیں گے۔

ما۔ یہ تو مجھے بھی یقین ہے۔ لیکن اس معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے۔

وزیر۔ ایسی خفیف حرکت کی سزا فیلوس کو ضرور ملنی چاہیئے تھی اور اب جبکہ ایسا گستاخانہ پیغام اس نے بھیجا ہے تو ضرور اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

ما۔ میری رائے میں جنگ درست نہیں۔

ملکہ۔ پھر کیا ہونا چاہیئے۔

ملکہ۔ کیا بہرام کا سر کاٹ کر بھیجدوں۔

ما۔ نہیں۔ یہ میرا مطلب نہیں ہے۔

ملکہ۔ پھر آپ کوئی تدبیر بتائیے۔

ما۔ نرمی کا جواب بھیجدو۔

ملکہ۔ ہرگز نہیں۔

اس کے بعد ملکہ نے حکم دیا کہ ایرانی قاصد حاضر ہو۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور قاصد نے فوراً آ کر زمین چومی تو ملکہ نے کہا:۔

گھوڑ دوڑ کا جلسہ جلسہ عام تھا۔ اور والیان ریاست کی ذات تک محدود نہ تھا جو احکام اس جلسہ کے متعلق ریاست مازندران نے صادر کیے۔ اس میں کوئی تخصیص اس قسم کی نہیں تھی۔ ایرانی شہزادہ نے مازندرانی شہسوار کی سر کسر شان سمجھکر ہماری توہین کی۔ اور بہرام سے وہ سلوک کیا جو شہزادہ کی شان کے موافق نہ تھا۔ ہم کو جو تکلیف ایرانی شہزادہ کے اس فعل سے ہوئی وہ ایسی نہیں ہے کہ ہم درگذر کریں۔ اگر پندرہ روز کے اندر اندر ایران نے اپنی اس رکیک حرکت پر ندامت کا اظہار نہ کیا تو مازندرانی شجاع ایران میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیں گے۔

(۵)

میں تمام انتظام کر چکا اور اب صرف حکم کی دیر ہے۔ جہاں تک خفیہ تحریر سے پتہ چلتا ہے۔ ایرانی آج کل ہی میں روانہ ہونے والے ہیں۔ میرے خیال میں یہی بہتر ہوگا کہ مقابلہ بیچ میں کیا جائے اور ہرگز ایرانیوں کو یہ موقع نہ دینا چاہیئے کہ وہ مازندران کی حدود کے قریب پہنچ جائیں۔

ملکہ۔ میں بھی اس رائے کو پسند کرتی ہوں۔

وزیر جنگ ۔ تو اب صرف سرکار کے حکم کی دیر ہے۔
ملکہ ۔ ہمارے جواب کا کوئی جواب ایران سے نہیں آیا۔
وزیر جنگ ۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس جواب نے تمام ایران میں آگ لگا دی
ملکہ ۔ وہ جواب تھا ہی ایسا۔
وزیر جنگ اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔
ملکہ ۔ بیشک ۔ تمہاری فوج کس قدر تیار ہے۔
وزیر جنگ ۔ چالیس ہزار
ملکہ ۔ ایران کی کل فوج کتنی ہے۔
وزیر ۔ پچاس ہزار سنتا ہوں۔
ملکہ ۔ مگر ہمارے شجاع مازندرانی ہیں۔
وزیر ۔ یہ تو سرکار عالیہ میدان جنگ میں ایرانیوں کو معلوم ہو جائے گا اقبال سرکار سے ایک مازندرانی چار ایرانیوں کو کہا جائیگا۔ سرکار دولتمدار تمام فوج کی کیفیت یہ ہے کہ دل سینوں میں بیتاب ہیں۔ اور در اصل انہوں نے جس وقت سے جنگ کی خبر سنی ہے۔ حال یہ ہے کہ جوش کے مارے چین نہیں۔ راتوں اور دنوں اسی امید پر کروٹے پھر رہی ہیں۔ کہ عنقریب حملہ کا حکم ہوتا ہے
ملکہ ۔ مجھے اپنی بہادر فوج سے یہی امید ہے۔
وزیر ۔ مگر ایک بات نے مجھے حیرت میں ڈالدیا۔
ملکہ ۔ وہ کیا۔
وزیر ۔ سرکار عالیہ کچھہ عرض نہیں کر سکتا۔
ملکہ ۔ نہیں نہیں ضرور کہو۔
وزیر ۔ سرکار دولتمدار! سپہ سالار افواج بالکل خاموش ہے۔

ملکہ۔ کیوں۔

وزیر۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ملکہ۔ کیا وجہ ہی۔

وزیر۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ملکہ۔ جواب دو۔

وزیر۔ کیا عرض کروں۔

ملکہ۔ آخر کیوں خاموش ہی۔

وزیر۔ سرکار خود اسی سے دریافت کریں۔

ملکہ۔ تمہارے علم میں کیا ہی۔

وزیر۔ وہ خود ہی عرض کریگا تو زیادہ بہتر ہوگا۔

ملکہ۔ فوراً حاضر کرو۔

وزیر۔ ابھی تعمیل کرتا ہوں۔

(۶)

ایک ایسے کمرے میں جہاں ہر چیز عطر میں ڈوب رہی ہی۔ ملکہ سیاہ بال کاندھوں پر پریشان کیے خاموشی کے ساتھ بہرام کے چہرہ کو دیکھہ رہی ہی۔ بہرام ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہی۔ اس کی نگاہ نیچی ہی۔ کچھہ کہنا چاہتا ہی مگر نہیں کہہ سکتا دفعتہً ملکہ کے چہرہ پر مسکراہٹ آئی اور اس نے کہا۔

تم اس قدر خاموش کیوں ہو۔

بہرام۔ سرکار عالیہ۔ بندہ نوازی اور ذرہ پروری۔ بھلا میں کس طرح سرکار کا شکریہ ادا کروں۔

ملکہ۔ غالباً ہوا نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہی۔

بہرام ۔ درست ہے عقل مدتیں ہوئیں کہ زائل ہو چکی۔
ملکہ ۔ تو ایک دیوانہ آدمی کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں۔
بہرام ۔ لیکن دیوانہ بھی تو اسی در کا ہوں۔
ملکہ ۔ بس تو دہلیز سے سر پھوڑ دو۔
بہرام ۔ دن رات پھوڑتا ہوں۔
ملکہ ۔ مجھے تو کوئی نشان نہیں معلوم ہوتا۔
بہرام ۔ اندر سے دل زخمی ہے۔
ملکہ ۔ میں کیونکر دیکھوں۔
بہرام ۔ اپنے ہاتھ سے سینہ چاک کر کے دیکھ لیجئے۔
ملکہ ۔ قریب آؤ۔

بہرام اٹھ کر قریب گیا۔ اور سینہ سامنے کر کے کہا۔ اس سے زیادہ فخر اس جسم فانی کو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ملکہ نے زور سے قہقہہ مارا اور کہا۔ اوہو۔ ہاں یہ تو بتاؤ میدان جنگ میں تم کیا کرو گے۔

بہرام ۔ میں تو مدت سے میدان جنگ میں شریک ہوں۔
ملکہ ۔ مگر زخمی نہیں ہوئے۔
بہرام ۔ آہ ملکہ عالم جسم کا ہر عضو زخمی ہے۔
ملکہ ۔ زبان سے کہنے کو
بہرام ۔ نہیں ملکہ عالم واقعی۔
ملکہ ۔ اچھا تمہاری خموشی کی وجہ کیا ہے۔
بہرام ۔ ایک عرض ہے۔

ملکہ ۔ بیان کرو۔

بہرام پہلے یہ وعدہ کر لیجئے کہ قبول ہو گی۔

ملکہ ۔ یہ مشکل ہے۔

بہرام۔ تو عرض کرنا بے سود۔

ملکہ ۔ نہیں اب کہنا پڑیگا۔

بہرام۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔

ملکہ ۔ کہو۔

بہرام ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ملکہ ۔ جلد بیان کرو۔

اب بہرام نے آنکھ اُٹھا کر ملکہ کے چہرہ کی طرف دیکھا لیکن زبان بالکل خاموش تھی۔

ملکہ ۔ کہو جلدی کہو

بہرام ۔ ہمت نہیں پڑتی ۔

ملکہ ۔ تو ارادہ کیوں ہوا۔

بہرام اشد ضرورت تھی۔

ملکہ ۔ تو بیان کرو۔

بہرام ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ملکہ ۔ فوراً کہو ورنہ پچھتاؤ گے ۔

بہرام سرکار عالیہ بصد ادب عرض کرتا ہوں ۔
اس لڑائی کی تمام وجہ یہ نمک خوار قدیم ہے۔ سرکار دولتمدار اس حقیر کی طرف اس قدر احسان و کرم صرف محسنہ کی عنایت سے ۔۔۔

حقیقت یہ ہے کہ میں اس کا مستحق نہیں۔ التماس یہ ہی کہ اس غلام کو اقبال سلطنت پر قربان کیجئے۔ اور اپنے ہاتھ سے یہ سرکاٹ کر ایران روانہ فرما دیجئے۔

ملکہ۔ بس۔

بہرام۔ اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔

ملکہ۔ اچھا غور کرنے دو۔

(۷)

سپہ سالار فوج نے گردن جھکائی اور وزیر جنگ نے عرض کیا۔ ملکہ دوراں سپہ سالار حاضر ہی۔

ملکہ۔ کیوں سپہ سالار تم کو لڑائی سے خوشی نہیں۔

سپہ سالار۔ لڑائی سپاہی کی جان۔ اور میدان جنگ میں کام آنا اسکی منزل مقصود مجھکو اس سے زیادہ کیا خوشی ہوسکتی ہی کہ میں اور میرے سپچے دوست مازندران پر قربان ہوں۔ لیکن ملکہ دوراں اس قدر عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ اس لڑائی کی جو بنیاد ہی وہ کم ازکم میرے واسطے قابل اطمینان نہیں۔ بہرام سرکار عالیہ کا غلام ہے اس کی حفاظت کے واسطے ایسی خونریز جنگ ضرور نہیں۔ اگر شہزادہ ایران کا اصرار یہی ہی تو اس کا سرکاٹ کر بھیجد یجئے۔ اور معاملہ ختم فرمائیے۔

ملکہ۔ یہ ہی وجہ تمہاری خاموشی کی ہی۔

سپہ سالار۔ سرکار دولتمدار بس۔

ملکہ۔ بادشاہ رموز سلطنت خود ہی بہتر سمجھہ سکتے ہیں۔ ماوشما کو دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ تم کو اس معاملہ خاص میں اصرار کی ضرورت ہی نہ التجا

کی ۔اس کو ہم جانیں اور ہمارا کام ۔ تم اپنا فرض ادا کر چکے ۔ اب حکم کی تعمیل کرو۔

سپہ سالار نے جھک کر زمین چومی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا ۔

جو حکم سرکار۔

**ملکہ** ہاں وزیر جنگ اب کیا دیر ہے۔

**وزیر** ۔ حضور کے حکم کی ۔

**ملکہ** ۔ خفیہ لوگوں کا قصد کیا ہے۔

**وزیر** ۔ روستی اپنی جمعیت لیکر روانہ ہو چکا اور اس کا پہلا پڑاؤ سیستان ہے

**ملکہ** ۔ پھر تم کیوں خاموش ہو۔

**وزیر** ۔ حکم عالی کا انتظار ہے۔

**ملکہ** ۔ فوراً روانہ ہو جاؤ۔

**ملکہ کی ما** ۔ بہت اچھی بات ہے ۔ مگر میں وزیر جنگ کی موجودگی میں ایک بات کہنی اپنا فرض سمجھتی ہوں ۔

**ملکہ** ۔ فرمائیے ۔

**ما** ۔ لڑائی جہانتک امکان میں ہو رفع کرنی چاہیئے ۔ تم نے یہ لڑائی خود مول لی ۔میں یہ نہیں کہتی کہ بہرام کا سر کاٹ کر بھیجدینا چاہیئے ۔ ہاں یہ ضرور کہونگی کہ شہزادہ ایران سے معافی طلب کر لی جائے تو مضائقہ نہیں۔

**ملکہ** ۔ میری شان اس سے ارفع ہے

**ما** ۔ مجھے بھی اس سے اختلاف نہیں ۔

**ملکہ** ۔ پھر آپ میری توہین کیوں جائز سمجھتی ہیں۔

**ما** ۔ میری رائے میں یہ توہین نہیں ۔

**ملکہ۔** پھر کیا ہے
**ما۔** بندگان خدا کو خونریزی سے بچانا۔
**ملکہ۔** آپ کا خیال صحیح نہیں۔

(۸)

سیستان کا وسیع میدان دونو طرف کی فوجوں سے پٹا پڑا ہے۔ ادہر ایرانی اُدہر مازندرانی۔ دونو جوش وخروش کے گانے گا رہے ہیں اور ہر فریق سمجھ رہا ہے کہ فتح یقینی ہے۔ شام کا وقت تھا اور ملکہ سبطورا ایک مشکی گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے دل بڑہا رہی تھی۔ کہ قاصد نے آکر کہا بادشاہ ایران خود چند لمحہ کے واسطے تشریف لانا چاہتے ہیں۔

**ملکہ۔** تشریف لانے کا موقع اس سے قبل تھا۔ اب صلح کی کوشش فضول ہے اب تو کل تیغ مازندرانی ہی تصفیہ کریگی۔

قاصد یہ کہکر چلا گیا۔ رات بھر دونو فوجیں آرام سے سوئیں۔ مگر اس خیال سے کہ دشمن شبخون نہ مارے پہرہ کا معقول انتظام کر دیا گیا۔ صبح کے وقت ابھی آفتاب پوری طرح نکلنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ ایرانی مسلح ہو کر سامنے آئے۔ مازندرانی بھی اُدہار کھائے بیٹھے تھے۔ دشمن کی صورت دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے اور مقابلہ میں آپہنچے لڑائی شروع ہوئی اول حملہ ایرانیوں کی طرف سے ہوا۔ مازندرانیوں نے نہایت جرات دلیری سے حملہ کا جواب دیا۔ مگر ایرانیوں کے دل شجاعت سے بھرے ہوئے تھے۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور مازندرانیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا اگر لڑائی کا یہ ڈہنگ چار گھنٹہ اور رہتا۔ تو بلاشبہ آدہی سے زیادہ مازندرانی فوج فنا ہو جاتی۔ لیکن سپہ سالار نے یہ رنگ دیکھکر ایک فوری حملہ دست راست پر اس غضب کا کیا کہ ایرانی نہ سنبھال سکے اور اُن کے قدم پیچھے ہٹے۔ اس

موقع کو مازندرانیوں نے غنیمت سمجھا۔ اور اسی جوش و خروش میں آگے بڑھے۔ قریب تھا کہ ایرانیوں کے قدم بالکل ہی اکھڑ جائیں۔ اور لڑائی ختم ہو جائے کہ فیلوس نے خود میدان میں آکر فوج کو روکا اور اس زور کی تقریر کی کہ مٹلتی ہوئی فوج پھر سنبھلی۔ اور دو گھنٹہ تک گھمسان کا رن پڑا۔ دونو طرف کے آدمی اپنی اپنی آن پر جان دیرہے تھے۔ اور میدان انسانی خون سے لال ہو رہا تھا۔ مازندرانی سپہ سالار اسی دست رست پر تھا کہ فیلوس ایک دستہ لیکر مقدمۃ الجیش پر گرا۔ ادھر مطلع بالکل صاف تھا۔ فیلوس نے فوراً ستھراؤ شروع کر دیا اور زمین مردوں سے پٹ گئی اسی مقام پر سطورہ بھی موجود تھی۔ اور اگر وہ گھبرا جائے یا تدبیر نہ سوچے تو قتل ہو یا گرفتار۔ وہ فوراً پیچھے ہٹی اور فوج کو کمک کے واسطے بلایا۔ بہرام مع امدادی گروہ کے موقع پر پہنچا اور فیلوس کے فوری حملہ کا جواب اس شجاعت سے دیا کہ اس کی وہ کامیابی جو لاعلمی میں ہوئی ختم ہو گئی۔ اور اب ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ لڑائی دن بھر اسی طرح جاری رہی۔ کبھی ادھر کا پلہ بھاری ہوتا تھا کبھی ادھر کا۔ شام کے وقت جب آفتاب غروب ہونے کی طیاریاں کر رہا تھا۔ مازندرانی سپہ سالار نے اپنی فوج سے کہا۔

عزیز بہادرو، تم نے آج دن بھر جو شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں ایرانی اس کو قیامت تک فراموش نہیں کر سکتے۔ تم نے اپنے وطن پر جانیں قربان کر دیں۔ اور دشمنوں کو دکھا دیا کہ جنکو وہ حلوا سمجھ رہے تھے۔ وہ درحقیقت حلوا نہیں لوہے کے چنے ہیں کہنے کو یہ معرکہ ختم ہو رہا ہے۔ لیکن یاد رکھو آج کا دن جب تک دنیا قائم ہے زندہ رہیگا۔ اور تمہاری بہادری ختم نہ ہوگی۔ وہ آفتاب جس نے آج لڑائی کا آغاز کیا۔ اب ٹھنڈا پڑ گیا اور بہت جلد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے۔ اس نے تمہاری جانبازی دیکھی اور اس کی چمکدار شعاعیں

جواب پھیکی پڑگئیں۔ دن بھر تمہاری جرأت وہمت کے گیت گاتی رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے غروب ہونے سے پہلے ایک آخری حملہ ایرانیوں پر اس طرح اور کردو کہ آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جائے۔ اور یہ آفتاب جس نے دن بھر یہ منظر دیکھا ہے۔ تمہارا لوہا مان جائے اتنا سنتے ہی فوج نے ہمت کی آگے بڑھی اور اس طرح ٹوٹی کہ ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور آدھ گھنٹہ تک ایسی بھاگڑ پڑی کہ میدان کا بڑا حصہ مازندرانیوں کے ہاتھ آگیا۔ اس وقت فیلوس نے آواز بلند کہا۔ اگر تم لوگ جاتے ہو تو اتنا سن لو کہ یہ منہ ایران میں دکھانے کے قابل نہیں۔ آج تک ایرانیوں کی یہ آن مشہور تھی کہ وہ میدان جنگ میں دشمن سے پیچھے نہ ہٹے۔ آج تم اس آن پر کلنک کا ٹیکا لگاتے ہو کیا یہ دن میں اس قابل رہیں گی کہ گھر جا سکو۔ یاد رکھو، عورتیں تمہارے اوپر لعنت بھیجیں گی بچے تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔ اور دنیا تمہاری ہنسی اڑائیگی۔ شجاعت کے معنی یہ ہیں کہ یہیں کٹو اور مرو اب بھی کچھ نہیں گیا۔ میدان آنکھوں کے سامنے اور دشمن تمہارے روبرو۔ کیا غضب کرتے ہو۔ تم وہ ہو جن کے باپ دادا شجاعت وہمت میں تمام روئے زمین پر اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آج ایک معمولی عورت کے مقابلہ میں بھاگتے ہو۔ کیا تاریخ تمہارے ان کارناموں کو فراموش کر دیگی۔ گریبان میں منہ ڈالو اور غور کرو کہ کیا کر رہے ہو

یہ تقریر پھر ایک اڑواڑ تھی۔ جس نے گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالا۔ اور فوج سنبھل کر مقابلہ میں آئی اور ایسی شجاعت سے لڑی کہ مازندرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے ہر چند آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر اب ایرانی کوہ گراں تھے کہ جبتہ بھر زمین نہ نکلنے دی بلکہ ایک حملہ اس زور سے کیا کہ جس قدر زمین ایرانیوں کی نکل گئی تھی اس سے زیادہ حاصل کر لی۔

رات کی سیاہی چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ اندھیرے نے لڑائی کا خاتمہ کیا اور دونوں فوجیں میدان سے ہٹ کر اپنے اپنے مقام پر واپس ہوئیں۔

(۹۱)

مقدس ما آپ نے میری التجا پر توجہ فرما کر اس قدر احسان کیا ہے کہ میں کبھی اس کرم کو فراموش نہیں کر سکتا۔ میدان جنگ میں دشمن پر اعتبار کر لینا آپ ہی کا کام تھا۔ میرا منہ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ میری طلبی پر آپ کا تشریف لے آنا ہمیشہ کے واسطے مجھکو گرویدہ کر چکا۔

ملکہ کی ما۔ میں پہلے ہی لڑائی کی مخالف تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ جنگ نہ ہو تو اچھا ہے مگر ادہر تو تمہارے مزاج میں جوانی اُدہر تریاہٹ، مجبور رہی۔ مگر کیسے اندھیر کی بات ہے کہ تم دونوں کی اس ضد نے یہ دن دکھایا کہ کل سینکڑوں اللہ کے بندے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

میری مقدس ما، آپ کے علم میں ہے کہ میرے ساتھ کس قدر زیادتی ہوئی میں اس وقت آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے اپنی دولت اور سلطنت نہیں اپنی جان تک ملکہ کی نذر کر چکا تھا۔ میں نے اس کو زبان ہی سے نہیں کہا بلکہ اپنے دوران قیام میں اس کا ثبوت بھی دیا۔ اور گو ملکہ اس کا اقرار نہ کرے۔ مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ میں نے اپنا تاج قدموں میں ڈال کر عرض کیا کہ اب اس کی لاج تمہارے ہاتھ ہے۔

ما۔ مجھے ہرگز نہیں معلوم

فیلوس۔ آپ کو علم نہ ہوگا۔

ما۔ میں یہ تو جانتی تھی کہ تم شادی کے خواہشمند ہو۔

فیلوس۔ میں تو غلام اور عاشق تھا۔

ما۔ مگر کیا عشق میں حکومت روا ہے۔

فیلوس۔ آپ نے دیکھا میرے ساتھ کیا ہوا۔

ما - ہاں میں نے دیکھا -

فیلوس - پھر آپ کی کیا رائے ہے -

ما - میری رائے میں ناجائز نہیں ہوا -

فیلوس - مجھے آپ کی رائے سے اتفاق نہیں -

ما - کیوں ؟

فیلوس - اس لیے کہ گھوڑ دوڑ والیان ریاست کی تھی -

ما - یہ تمہارا خیال ہے واقعہ نہیں -

فیلوس - میں ایسا ہی سمجھے ہوا تھا -

ما - تم نے غلط سمجھا - اور اس پر ستم یہ کیا کہ بہرام کو قتل کرنا چاہا -

فیلوس - وہ میرا رقیب ہے -

ما - اس لیے کہ بازی لے گیا -

فیلوس - نہیں اس لیے کہ سبطورا کا محبوب ہے -

ما - لغو، اتہام، بہتان - الزام -

فیلوس - پھر اس کے قتل میں کیا نقصان تھا -

ما - اس لیے کہ بے گناہ تھا -

فیلوس - کوئی مضائقہ نہ تھا -

ما - تمہاری رائے میں ایک بیگناہ کا خون کوئی وقعت نہیں رکھتا -

فیلوس - مطلق نہیں -

ما - ہمارا یہ خیال نہیں -

فیلوس - اب آپ کیا فرماتی ہیں -

ما - جو تم کہو -

فیلوس ۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑائی ختم ہو جائے اور ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
ما ۔ اور کے آگے ۔
فیلوس ۔ آپ خود سمجھ جائیے ۔
ما ۔ میں نہیں سمجھ سکی ۔
فیلوس ۔ لڑائی ختم ہو ۔ اور ملکہ میری ہو ۔
ما ۔ میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتی ۔
فیلوس ۔ آپ اس کی کوشش کر سکتی ہیں ۔
ما ۔ تم نے کوشش کا راستہ ہی نہیں رکھا ۔
فیلوس ۔ اگر میں ندامت کا اظہار کروں ۔
ما ۔ میں وعدہ نہیں کر سکتی ۔
فیلوس ۔ میں صلح اور ندامت یا دوسرے الفاظ میں معافی کے واسطے تیار ہوں بشرطیکہ یہ مجھے یقین کامل ہو جائے کہ سبطورا میری ہو جائیگی ۔
ما ۔ تم کو معلوم ہے کہ آج ایک دنیا اس کی خواستگار ہے ۔ تم میں ایسے کوئی لال نہیں کہ وہ تم کو ترجیح دے ۔ خصوصاً اس حالت میں کہ تم نے دشمنی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ۔
فیلوس تو میں قطعاً ناامید ہو جاؤں ۔
ما ۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتی ۔
فیلوس ۔ آپ اچھی طرح یاد رکھیئے کہ مازندران کا ایک متنفس زندہ نہ چھوڑوں گا ۔ اور شہر میں زن بچہ کو لہو میں پلوا دونگا ۔
ما ۔ یہ خیال ہی خیال ہے ۔
فیلوس ۔ سبطورا کے سوا اور کون بہادر وہاں ہے ۔

ما ۔ وہی مازندران جس کی شجاعت تونے آج دیکھ لی۔

فیلوس آج محض اتفاق تھا کہ میں غالب نہ آسکا۔

ما ۔ کل مغلوب ہونے کو بھی تو اتفاق ہی سمجھیے گا۔

فیلوس ۔ مقدس ما آپ کی گفتگو معقول نہیں۔

ما ۔ عزیز بچے تیری گفتگو اور بھی نامعقول ہے۔

فیلوس ۔ تو صلح کی کوئی تجویز نہیں ہو سکتی۔

ما ۔ صلح دوسری چیز ہے اور سبطورہ کی محبت دوسری چیز ہے۔

فیلوس ۔ یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں۔

ما ۔ پھر اس کے ساتھ شامل کیوں کرتے ہو۔

فیلوس ۔ اگر میں اس کو علیحدہ کردوں۔

ما ۔ صلح کا ہو جانا ایسی حالت میں ممکن ہے۔ مگر میں وعدہ نہیں کر سکتی۔

فیلوس اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ڈر گیا۔

ما ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی غلطی محسوس کرنے لگا۔

فیلوس ۔ اچھا مگر ایک شرط پر۔

ما ۔ وہ کیا۔

فیلوس ۔ بہرام میرے حوالہ کر دیا جائے۔

ما ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

فیلوس ۔ خیر جانے دیجئے۔

(۱۰)

ایک خاموش درخت کے نیچے غروب آفتاب کے بعد سبطورہ چپ چاپ کھڑی ہے۔ بہرام اس کے ساتھ ہے اور اس طرح کہہ رہا ہے۔

میرا رونگٹا رونگٹا اگر زبان بنجائے۔ تو میں اس شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا
جو مجھپر واجب ہے۔

ملکہ۔ ان باتوں میں کیا رکھا ہے

بہرام۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں۔ اگر سرکار عالیہ وقعت دیں۔

ملکہ۔ آج کے معرکہ کا انجام قابل اطمینان نہیں۔

بہرام۔ میں تو پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ ........

ملکہ۔ کیا۔

بہرام۔ مجھے قربان کیجئے۔

ملکہ۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ اگرچہ ارادہ تو مصمم ہو گیا ہے۔

بہرام۔ سرکار مالک ہیں۔

ملکہ۔ یہ گفتگو مت کرو۔

بہرام۔ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں۔

سبطورہ۔ چلو۔

ملکہ اور بہرام دونوں چلے جا رہی تھے کہ سبطورہ کی ما رستہ میں ملی اور
کہا۔ تم اس وقت کہاں گئی تھیں۔

ملکہ۔ اور آپ کدھر تشریف لے گئی تھیں۔

ما۔ میں تو فیلوس کے پاس گئی تھی

ملکہ۔ کیا واقعی؟

ما۔ ہاں۔

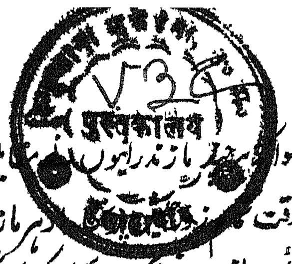
ملکہ۔ کیوں۔

ما۔ اس کے دو قاصد آ چکے تھے۔

ملکہ۔ اور جو وہ دغا کرتا۔
ما۔ دغا کرکے کیا کرلیتا۔
ملکہ۔ مصلحت نہ تھی۔
ما۔ میری رائے میں تھی۔
ملکہ۔ پھر کیا نتیجہ ہوا۔
ما۔ وہ صلح پر راضی ہے مگر ۔۔۔۔
ملکہ۔ مگر بھی فرمائیے۔
ما۔ بس تم خود سمجھ جاؤ۔
ملکہ۔ غارت کرو مردود کو۔
ما۔ یہ تو درست ہے۔
ملکہ۔ آپ نے کیوں نہ جواب قطعی دیدیا۔
ما۔ دے آئی۔
ملکہ۔ خوب کیا۔
ما۔ ایک اور بات بھی تھی۔
ملکہ۔ وہ کیا۔
ما۔ وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔
ملکہ۔ بہرام کا سر
ما۔ ہاں۔
ملکہ۔ ذلیل۔ کمینہ۔

(۱۱)

صبح ہوتے ہی دونو فوجیں میدان میں آئیں۔ ایرانیوں کا پہلا حملہ اس زور کا




ہوا ... ماژندرانیوں ... قابلہ کی کوشش کی۔ مگر نہ ٹھہر سکے۔ لڑائی کا اس وقت کا ... ہر ماژندرانیوں نے پوری طاقت سے کام لیا۔ دفعتہً بائیں بازو پر فیلوس بجلی کی طرح گرا۔ اور اپنے ہاتھ سے کمند ڈال کر بہرام کو گرفتار کرلیا۔

بہرام کی گرفتاری سے اس کے باپ کی ہمت پست ہوگئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ مقابلہ میں پہلے سے زیادہ تیز ہوا۔ اور تلوار ہاتھ میں لیکر فیلوس کے پیچھے چلا۔ کچھ دلکی لگی تھی۔ کچھ قومی جوش اور وطن کی محبت، زیادہ دور نکل گیا تھا۔ اس بیتابی نے عقل زائل کردی۔ فیلوس موقعہ پاکر پھر ملٹا اور چاروں طرف گھیرا ڈال اس کو بھی گرفتار کیا۔

دونو باپ بیٹوں کی گرفتاری سے ماژندرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ مگر ملکہ نے اس وقت غیر معمولی جرأت دکھائی۔ اور مردانہ وار کمان ہاتھ میں خود میدان جنگ میں آئی۔ شام تک لڑائی کا رنگ ایک خاص حالت پر رہا۔ کبھی ماژندرانی دو قدم پیچھے ہٹتے تھے۔ کبھی ایرانی۔ یہ کیفیت شام تک بدستور رہی۔ شام کے بعد جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو لڑائی پھر کل پر موقوف کی گئی۔

رات کے وقت ملکہ نے وزیر جنگ سے بلا کر مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے سپہ سالار کی گرفتاری نے قریب قریب تمام امیدوں کو خاک میں ملادیا۔ اور اب بظاہر فوج کے جی چھوٹ گئے۔

ملکہ کی ماں نے سب سے پہلی صلاح دی کہ جس طرح ہو صلح کر لی جائے۔

وزیر۔ میں بھی اس رائے سے متفق ہوں۔ سپہ سالار اور بہرام کی گرفتاری سے واقعی لوگوں کے دل اکھڑ گئے ہیں۔

ملکہ۔ تو کیا لڑنے سے انکار کرتے ہیں





وزیر۔ انکار تو نہیں کرتے۔
ملکہ۔ پھر کیا کہتے ہیں۔
وزیر۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمتیں پست ہو گئیں۔
ملکہ۔ پھر۔
وزیر۔ پھر یہ کہ فتح کی امید نہیں۔
ملکہ۔ صلح کن شرائط پر ہو۔
وزیر۔ جو شرائط وہ کہے۔
ملکہ۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔
وزیر۔ حضور مالک ہیں۔
ملکہ۔ وہ نہایت نامعقول شرطیں پیش کریگا۔
وزیر۔ ظاہر ہے۔
ملکہ کی ما۔ اگر مناسب سمجھو تو میں خود جاؤں۔
وزیر۔ سرکار ایک دفعہ تشریف لے تو گئی تھیں۔
ملکہ کی ما۔ ہاں میں ہو آئی ہوں۔
وزیر۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ سے بہتر قاصد کون ہوگا۔
ملکہ۔ صلح کی شرائط دریافت کیجئے۔
ما۔ اچھا۔

(۱۲)

رات کے دس بجے ہونگے۔ فیلوس نشہ شراب میں چور بیٹھا جھوم رہا ہے امراء وزراء سامنے خاموش کھڑے ہیں۔ اس کے سامنے ایک کٹا ہوا سر رکھا ہے۔ وہ غور سے دیکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ یہ سبطورہ کے محبوب کا سر ہے

اس نے دفعتہً ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ آج کے جشن میں تمام تکلفات موجود ہیں۔ اور میرا دل نہایت خوش ہے۔ لیکن کل جب سبطورہ میرے سامنے گرفتار کھڑی ہوگی، میں اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گا۔

اس کے بعد اس نے سپہ سالار کی طرف دیکھا اور کہا۔

تم اچھی طرح سن لو کہ فتح کے یہ معنی نہیں کہ ملکہ بھاگ کر نکل جائے۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سبطورہ اس معرکہ میں قتل ہو۔ تمہارا فرض اس کو زندہ گرفتار کرنا ہے۔

اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی ملکہ کی ما اندر داخل ہوئی۔ فیلوس خوشی کے مارے اچھل پڑا۔

آج آپ نے بغیر طلبی میرے جشن میں شرکت کی۔ میں اس روز سے زیادہ آج آپ کا ممنون ہوں۔

سبطورہ کی ماں۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔

فیلوس۔ آئیے۔ خوشی سے آئیے اور نئی چیز دیکھئے۔

سبطورہ کی ماں۔ وہ نئی چیز کیا ہے۔

فیلوس۔ یہ بہرام کا سر۔

سبطورہ کی ما۔ اوہ! غضب ہوا۔

فیلوس۔ کچھ غضب نہیں بہت اچھا ہوا۔ پاپ کٹا۔

سبطورہ کی ما۔ مگر کل کا معرکہ تمہارے اوسان کھو دیگا۔

فیلوس (قہقہہ مارکر) خوب! خوب

سبطورہ کی ما۔ کل معلوم ہوگی۔

فیلوس۔ کیا معلوم ہوگی۔

سبطورہ کی ما۔ کہنا بے سود ہے۔
فیلوس۔ مٹھی بھر آدمیوں کا قتل بہت تھوڑا وقت لیگا۔
سبطورہ کی ما۔ خیر دیکھی جائے گی۔
فیلوس۔ آج شام نہ ہو جاتی تو آج ہی فیصلہ تھا۔
سبطورہ کی ما۔ وہ مٹھی بھر نہیں بڑی جمعیت ہے
فیلوس۔ سب دیکھی بھالی ہے۔
سبطورہ کی ما۔ آج ایک پوری فوج مازندران سے آگئی۔
فیلوس۔ مطلق پرواہ نہیں۔
سبطورہ کی ما۔ اچھا اب اگر صلح منظور ہی تو میں صرف اس لیے کہ خونریزی نہ ہو سبطورہ کا غصہ فرو کر سکتی ہوں
فیلوس۔ صرف ایک شرط پر
سبطورہ کی ما۔ وہ کیا۔
فیلوس۔ وہ وہی۔
سبطورہ کی ما۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔
فیلوس۔ بس تو صلح ناممکن۔
سبطورہ کی ما۔ اب تمام ذمہ داری تیرے سر ہی۔
فیلوس۔ وہ تو پہلے ہی سے ہے۔
سبطورہ کی ما۔ اس وقت کا انجام تو دیکھہ چکا۔ مازندرانیوں کی ہمت تجھے معلوم ہو گئی۔ اب کیوں جان بوجھہ کر کنوئیں میں گرتا ہے۔
فیلوس۔ دونو مقصدوں میں سے ایک حاصل ہو گیا۔ ایک حاصل ہونے کے قریب ہے
سبطورہ کی ما۔ دوسرا حاصل ہونا ناممکن ہے
فیلوس۔ دوسرا پہلے سے زیادہ آسان ہے۔

ملکہ کی ما ۔ اچھا تیری خوشی میں جاتی ہوں ۔
فیلوس ۔ جائیے اور کل سیر دیکھئے ۔

(۱۳)

آدہی رات کے سنسان وقت میں جب دن بھر کے تھکے ہارے ایرانی بیخبر پڑے نیند کے مزے لے رہے تھے ۔ بہرام ایرانیوں کے لشکر میں ایک درخت سے بندہا ہوا خاموش کہڑا تھا ۔ پہرہ دار نیند کی پیٹ میں تو ضرور تھا مگر بیخبر نہ تھا کہ ایک تلوار اس کے سر پر ایسی پڑی کہ گردن کئی قدم دور جاکر گری اس کے بعد قیدی کی مشکیں کہولی گئیں اور کہولنے والے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ماژندرانی فوج کی طرف چہوڑ دیا ۔ دونو آہستہ آہستہ چلے جارہے تھے ۔ یہانتک کہ وہ اپنی حدود میں داخل ہوئے ۔ اور بہرام نے قدموں مین گر کر کہا ۔

ستم ہے ملکہ دوراں ستم ۔ ادہر مظلوم باپ نے اپنی جان مجہہ نالائق پر قربان کی اور یہ کہدیا کہ بہرام میں ہوں ۔ ادہر آپ نے اپنے تئیں مجہہ ناشاد کے واسطے مصیبت میں ڈالا ۔

ملکہ ۔ اس قسم کی باتیں کچھہ زیادہ سودمند نہیں ہوتیں ۔

بہرام ۔ مگر یہ ذرہ نوازی تو مجھے قتل کر رہی ہی ۔ اجازت دیجئے کہ قدموں میں گر کر لوٹوں ۔ تڑپوں اور مر جاؤں ۔

ملکہ ۔ قدموں کی کیا ضرورت ہی پتھر موجود ہیں ۔

بہرام ۔ ضرورت تو ان قدموں کی ہی ۔

ملکہ ۔ فضول ! ہاں فیلوس کی کیا کیفیت ہی ۔

بہرام ۔ نخوت میں بیہوش ، نشہ میں چور اور عشق میں سرشار

ملکہ ! ابھی تک عشق کا سودا اس کے دماغ سے گیا نہیں ۔

بہرام وہ تو بڑے بڑے ارمان رکھتا ہے۔
ملکہ تعجب۔
بہرام ۔ وہ کامیابی یقینی سمجھتا ہے۔
ملکہ ۔ دیوانہ ہے۔
بہرام مگر اب مقابلہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔
ملکہ ۔ پھر کیا کیا جائے۔
بہرام ۔ میں سرکار عالیہ کے سامنے کیا عرض کروں۔
ملکہ میں خود حیران ہوں۔
بہرام ۔ بڑی ملکہ سے صلاح لیجئے۔
ملکہ ۔ وزیر جنگ کا خیال ہے کہ واپس چلے جائیں۔

دونو اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے اپنے لشکر میں پہنچے تو وزیر جنگ اور ملکہ کی ما آگے بڑھی اور کہا۔

معاملہ طے کرنا چاہیئے خموشی کا وقت نہیں ہے۔
ملکہ۔ آپ کی رائے کیا ہے۔
وزیر سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ واپس چلیں۔
ملکہ ۔ کیا یہ فیصلہ قطعی ہے۔
ما ۔ عقل کا تقاضا یہی ہے۔
وزیر۔ فوج کا بڑا حصہ ضائع ہو چکا۔
ملکہ۔ ابھی مقابلہ کے واسطے جمعیت موجود ہے۔
وزیر۔ مگر کافی نہیں ہے۔
ملکہ ۔ بہت بڑی ذلت ہو گی۔

وزیر ۔ کوئی ذلت نہیں ۔
ملکہ ۔ کیوں نہیں ۔
وزیر ۔ چلکر نئی فوج تیار کیجئے ۔
ملکہ ۔ کافی وقت صرف ہوگا ۔
وزیر ۔ صرف ایک مہینہ ۔
ملکہ ۔ یہ مدت کافی ہے ۔
وزیر ۔ میں وعدہ کرتا ہوں ۔
ملکہ ۔ اچھا تمہاری خوشی ۔

(۱۴)

صبح کے وقت جب ایرانی فوج مقابلہ کے واسطے تیار ہوئی اور رات کی سیاہی ختم ہوگئی ۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ مازندرانی لشکر میں ایک متنفس کا پتہ نہیں میدان صاف ہے ۔ ادہر اس خبر نے ادہر قیدی کے فرار نے اور سب سے زیادہ اس علم نے کہ مقتول بہرام نہیں اس کا باپ تھا ۔ فیلوس کے ہوش باختہ کردیے ۔ وہ دانت پیستا ہوا چاروں طرف پھرتا تھا اور کوئی کارگر تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی غصہ اور پریشانی کی حالت میں وزیر جنگ کو بلاکر حکم دیا کہ فوراً مازندران کا کوچ کرو ایرانی فوج متواتر تین روز کا مقابلہ کرتے کرتے اس قدر خستہ ہوچکی تھی ۔ کہ فوری سفر کی طاقت نہ تھی ۔ مگر فیلوس کا نادر شاہی حکم نہ ٹلا اور اس حالت میں فوج نے سفر کیا ۔ غضب یہ تھا کہ دن رات برابر مارا مار چلے جارہے تھے ۔ قیام کی اجازت مشکل سے چند گھنٹوں کی ملی تھی ۔ ورنہ دن رات کوچ ہی کوچ تھا ۔ مازندران سے ایک پڑاؤ پہلے ایرانی سپہ سالار نے فیلوس سے کہا ارشاد شاہی کی تعمیل سے انحراف ناممکن ہے ۔ مگر اس قدر عرض کرنا مصلحت ہے کہ

فوج اتنی خستہ اور پریشان ہو چکی ہے کہ اگر آرام کا موقع نہ دیا گیا تو نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلے گا۔

فیلوس اپنی دھن میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ سپہ سالار کی بات پر مطلق التفات نہ کیا۔ اور حکم دیا کہ فوراً آگے بڑھو اور غروب آفتاب سے قبل مازندران کا محاصرہ کر لو۔

یہ حکم سراسر مصلحت کے خلاف تھا۔ گو اس سلسلہ میں وزیر جنگ نے بھی مخالفت کی۔ مگر فیلوس کے کان پر جوں نہ چلی۔ اور اپنی تجویز کے موافق لشکر شام سے پہلے مازندران پہنچا دیا۔

مازندرانی وطن پہنچے تو ایک رات مزے سے میٹھی نیند کا مزہ لے چکے تھے۔ صبح اٹھتے ہی سپہ سالار نے فوج اور رعیت کے سامنے یہ تقریر کی۔

پیارے بھائیو تم کو معلوم ہے روسیاہ ایرانیوں نے ہم کو کس قدر حیران اور پریشان کر رکھا ہے۔ اس جنگل بیابان میں جہاں آدمی نہ آدم زاد تمہارے عزیز و قریب بے گور و کفن زمین میں ابدی نیند سو چکے۔ مگر کس طرح ان ہی ظالموں کے ہاتھوں۔ اب ان کا ارادہ ہم پر حکومت کرنے کا ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ ہمکو اپنا غلام بنا کر ہماری عورتوں کو لونڈیاں بنائیں۔ ظالم اور جفا کار سنگدلوں کے کارنامے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہم خوشی سے اپنی جانیں قربان کرنے کو موجود ہیں۔ بجائے اس کے کہ ایک ایسے شقی القلب بادشاہ کی حکومت میں اپنی زندگی بسر کریں اس وقت تم صرف ملکہ دوراں کی حمایت میں نہ اٹھو بلکہ اپنی ناموس اپنی عزت اور اپنی عورتوں کی عفت کے واسطے تم اپنے وطن پر قربان ہو۔ اپنے اہل و عیال کے کام آؤ۔ اور اس طرح اپنے بال بچوں کو دشمن کی قید سے بچا لو۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی چاروں طرف سے رضامندی کے نعرے بلند ہوئے اور ایک جری لشکر دروازہ مازندران پر موجود ہوا۔ ایرانی فوج اندر داخل ہونے کو تیار تھی۔ ہر چند شجاعت کے جوہر دکھائے مگر سب ہیں کھیت رہے جب تمام فوج کام آچکی۔ تو فیلوس نے بھاگنے کا قصد کیا۔

بہرام نے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھویا۔ اور اپنا گھوڑا اڑا کر مقابلہ میں پہنچا اور کہا بھاگتا کیوں ہے۔ میں بھی تنہا ہوں اور تو بھی، تو بھی مسلح ہے اور میں بھی سامنے آ اور سیر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے۔ تو شاید بھول گیا ہوگا۔ کہ گھوڑ دوڑ کا وار مجھکو یاد ہے وہ بھی ایک اتفاق تھا کہ تونے مجھکو گرفتار کر لیا۔ وقت ہے کہ میں بھی تجھکو گرفتار کروں۔ اور ملکہ عالم کے حضور میں لیجا کر پیش کروں۔

فیلوس یہ سنتے ہی آپے سے باہر ہو گیا اور فوراً پلٹ کر تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے بہرام کے سر پر دیا کہ اگر بہرام کنی نہ کاٹے تو دو ٹکڑے ہو جائے بہرام کے بچتے ہی فیلوس نے کمند پھینکی کہ زندہ گرفتار کرے۔ مگر یہ وار بھی بہرام نے خالی دیا۔ مگر اب بھی فیلوس نہ چوکا اور آگے بڑھ کر ایک اور وار کیا لیکن وقت بہرام کے ساتھ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ فیلوس نے متواتر حملے اس زور شور سے کیے کہ بہرام کے ہوش جاتے رہے۔ وہ سنبھلنے نہ پاتا تھا کہ ظالم دوسرا حملہ کر بیٹھتا تھا چھ حملے اس طرح سے ہوئے۔ مگر خوش قسمتی سے بہرام بال بال محفوظ رہا۔ اب فیلوس نے ہاتھ روکا اور سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں اور تو دونوں گھوڑے سے نیچے اُتر کر اپنے اپنے ہتیار الگ کر دیں اور کشتی لڑیں۔

بہرام نے نہایت خوشی سے یہ شرط منظور کی اور دونوں بہادر گھوڑے سے اُترے اور ہتیار الگ کر دیے۔ کشتی دیر تک ہوتی رہی۔ فیلوس دانت پیس پیس کر زور لگاتا تھا۔ لیکن بہرام کسی طرح قبضہ میں نہ آتا تھا۔ فیلوس کی کوشش ختم

ختم ہوئی تو بہرام نے کہا لے اب تو مازندرانی خون دیکھہ۔ اور سمجھہ کہ ملکہ سبطورہ کا نمک کتنی طاقت رکھتا ہی۔

یہ کہکر بہرام نے فیلوس کو زمین سے بلند کر لیا اور اس زور سے پھینکا کہ بدنصیب لڑکتا ہوا جا کر پڑا۔ اس کے گرتے ہی بہرام سینہ پر سوار تھا۔ قصد کیا کہ اس کا کام تمام کر دوں۔ اس دفعہ فیلوس نے منت سے کہا تو مجھکو زندہ گرفتار کر اور ملکہ کے حضور میں پیش کر دے۔ اگر وہ قتل کا حکم دے تو قتل کر دیجو۔

بہرام کمند اُٹھانے چلا لیکن اس کے کمند لانے سے پہلے فیلوس اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا وہ محض اتفاق تھا۔ مقابلہ اب ہوگا۔

اس وقت ظالم فیلوس نے خنجر اُٹھا لیا تھا اور اگر بہرام اس کا ہاتھ نہ پکڑ لے تو کام تمام ہو ہی چکا تھا۔ بہرام کی گرفت اس قدر طاقتور تھی کہ فیلوس کا ہاتھ نہ چھوٹ سکا۔ اور بہرام نے اس کا خنجر چھین کر الگ پھینکدیا۔

اس وقت فیلوس پھر لپٹا مگر کمزور مار کھانے کی نشانی تھا۔ لپٹا اور لپٹتے ہی گرا۔ اب بہرام نے خوشی کا غلغلہ بلند کیا۔ اور اس کو کمند میں ڈالکر اپنے ہمراہ لیچلا۔

ملکہ سبطورہ بہرام کے غائب ہونے سے پریشان تھی۔ اور گو فتح کامل ہو چکی تھی دشمن بھاگ گیا۔ فوج رفو چکر ہو گئی۔ لیکن بہرام کا غائب ہونا ایسا نہ تھا کہ مازندرانی خاموش رہتے۔ ہر شخص رائے زنی کر رہا تھا اور کوئی مستقل خیال قائم نہ ہوتا تھا کہ سامنے سے بہرام اچھلتا کودتا اپنے شکار کو لے کر آیا۔ اور آتے ہی ملکہ کے قدموں میں گرا۔

لیجئے سرکار جفاکار حاضر ہی۔

ملکہ۔ شاباش۔

بہرام۔ سرکار اس دغا باز نے اس وقت بھی مکر سے کام لیا۔

ملکہ۔ وہ کیا۔

بہرام۔ دہوکا دیکر بھاگ رہا تھا۔

ملکہ۔ کیوں فیلوس کیا حال ہے۔

فیلوس۔ نادم ہوں۔

ملکہ۔ قتل کے سزاوار ہو یا نہیں۔

فیلوس۔ بیشک ہوں۔ مگر رحم کا ملتجی۔

ملکہ۔ تم نے ہمارے سپہ سالار کو قتل کیا۔

بہرام۔ سرکار عالیہ آپ مالک ہیں۔ جو جی چاہے حکم دیجئے۔ مگر میرے مظلوم باپ کا خون خالی نہ جائیگا۔ اور میں اس سے بدلہ لونگا۔

وزیر۔ حضور عالیہ کی رائے سر آنکھوں پر مگر دشمن کو حقیر سمجھنا نامناسب ہے۔

ملکہ کی ما۔ وہ جفا کار جس نے ہمارے سپہ سالار کو قتل کیا ہرگز رحم کا مستحق نہیں

بہرام۔ یوں تو حضور کا حکم وہ ہے جس کے سامنے کسی کی ہستی نہیں کہ دم مار سکے مگر میں فریادی ہوں۔

فیلوس۔ واقعی میں گردن زدنی ہوں لیکن رحم کا ملتجی۔

ملکہ۔ یہ سب تمہارے برخلاف ہیں۔

فیلوس۔ سرکار عالیہ میں توبہ کرتا ہوں۔

ملکہ۔ بہرام میں سفارش کرتی ہوں کہ اس کو چھوڑ دو۔

بہرام سرکار مالک ہیں۔

(۱۵)

لیکن سبطورہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک معمولی سپہ سالار کا لڑکا تیرا شوہر بنے۔ تیری عقل زایل ہو گئی۔ تو عشق میں اندھی ہو کہ اپنی حیثیت کو اس طرح غارت کر رہی ہے۔

ملکہ۔ میں اپنی رائے پر ہر قسم کا بھروسہ کہتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ بہتر سے بہتر شخص اور اچھے سے اچھا بادشاہ میرے واسطے اتنا مفید نہو گا جتنا بہرام۔

ما۔ اگر تیرا اصرار اس حد تک پہنچ گیا ہے اور تو فیصلہ کر چکی ہو تو سب سے پہلے مجھے قتل کر دے۔ اس کے بعد تجھے اختیار ہو۔

ملکہ سبطورہ۔ یہ آپ کا ظلم ہو۔

ما۔ جو کچھہ بھی ہو۔

ملکہ۔ میں جو کچھہ زبان سے کہہ چکی ہوں۔ اسے پورا کرونگی۔ میں نے بہرام سے وعدہ کر لیا ہو۔ اور اس وعدہ کا پورا کرنا میرا فرض ہو۔

ما۔ میں منع نہیں کرتی۔ لیکن اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تو مجھے قتل کر دے۔

ملکہ۔ میں یہ بھی گوارا نہیں کر سکتی۔

ما۔ دونوں میں سے ایک بات گوارا کرنی پڑیگی۔

ملکہ۔ آپ ایسی بات نہ کہئیے جو میرے اختیار سے باہر ہو۔ جو وعدہ ہو گیا وہ پورا ہو گا۔ آپ جو مناسب سمجھیں خود کر لیں۔

ما۔ تجھکو جنون ہو گیا کہ تو ما جیسی چیز کو اپنی خواہش پر قربان کرتی ہو۔

ملکہ۔ اگر وہ خواہش جائز ہو تو قابل اعتراض نہیں۔

ما۔ میں قابل اعتراض نہیں کہتی، مگر یہ کیا ضرور ہو کہ ایک معمولی حیثیت کا انسان

ہاتھ کا دیکھنے والا شوہر بنایا جائے۔ یہ عشق ہے اور اس کا سودا ہے۔
**ملکہ**۔ میں اگر دیوانی ہو گئی تو آپ کے مشورہ کی ضرورت نہ تھی جو کچھ کرنا ہوتا کر بیٹھتی میں اس سلسلہ میں کوئی خرابی نہیں پاتی۔ اس لئے مصر ہوں۔
**ما**۔ اس سے زیادہ کیا خرابی ہو گی۔ کہ ایک والیٔ سلطنت عورت معمولی انسان کو اپنا شوہر بنائے۔ ناک کٹے گی۔ عزت برباد ہو گی اور آبرو پر پانی پھر یگا۔
**ملکہ**۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
**ما**۔ سب طورہ عقل سے کام لے۔ اور وہ بات نہ کر کہ دنیا ہنسی اُڑائے۔
**ملکہ**۔ میں نے مفصل واقعات آپ کے سامنے بیان کر دیے۔ کہ جو آپ کی رائے ہو، میں اس پر عمل کروں۔ لیکن معاہدہ کی تکمیل میری جان کے ساتھ ہے۔ اور اگر میں وعدہ پورا نہیں کر سکتی تو مجھے زندہ رہنے کا حق نہیں۔
**ما**۔ اس سے بہتر تو یہ ہی ہے کہ میں خود مر جاؤں۔
**ملکہ**۔ میں ہرگز اس کو بہتر نہیں سمجھتی۔ موت میرے واسطے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ میں آبائی عزت کو برباد کرتی ہوں۔
**ما**۔ میں نے غلط نہیں کہا۔ تم خود ہی غور کرو۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ درست ہے۔
**ملکہ**۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ لیکن مجھے اگر ایسا کرنا ہوتا اور آپ کی مرضی کا لحاظ نہ کرتی تو کبھی کا کر چکتی۔
**ما**۔ میں سمجھتی ہوں، اور سمجھاتی ہوں، کہ اس خیال کو دور کر۔
**ملکہ**۔ وعدہ کا لحاظ نہ کروں۔
**ما**۔ وعدہ کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی تھی۔ اس کو اپنی حیثیت دیکھکر بات کرنی چاہیئے تھی۔ اس کو حق ہی نہ تھا کہ ایسی درخواست کرتا۔

ملکہ۔ ممکن ہے کہ اس نے درخواست نہ کی ہو۔

ما۔ تو کیا یہ تمہارا وعدہ شاہانہ ہے۔

ملکہ۔ میں اس کے متعلق زیادہ گفتگو مناسب نہیں سمجھتی۔ آپ کوئی قطعی فیصلہ کیجیے

ما۔ میں تو کہہ چکی کہ اگر تم اپنی ضد پر مصر ہو تو پہلے مجھے قتل کرو۔

ملکہ۔ مجھے یہ بھی منظور نہیں۔

ما۔ بس تو جانے دو۔

(۱۶)

اس سے زیادہ نازک وقت اور بڑا موقعہ سلطنت پر کبھی نہ آیا ہوگا۔ آج تمہاری وفاداری کا امتحان ہے۔ یہ وہ بات ہے۔ جس کو میں عام طور پر منہ سے نکال نہیں سکتی۔ اس کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ ایک سفلے چھچھورے لونڈے کے راگ میں آ کر اس سے شادی کرنے پر رضامند ہو گئی۔

وزیر۔ ملکہ عالیہ میرے کان اس خبر سے آشنا ضرور ہیں۔ مگر مجھے یہ امید نہ تھی کہ سرکار عالیہ کی موجودگی میں شہزادی صاحبہ اس معاملہ میں ایسی خودسر ہو جائیں گی۔

ملکہ کی ما۔ خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب تم کوئی تدبیر ایسی کرو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔

وزیر۔ میں خود حیران ہوں، ہرچند سوچتا ہوں مگر کوئی بات ٹھیک نہیں بیٹھتی۔

ملکہ کی ما۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ بہرام کی طرف سے وہ ایسی بدظن ہو کہ پھر عمر بھر اس کی صورت نہ دیکھے۔

وزیر۔ یہ تو میں سمجھ گیا۔ مگر کوئی تدبیر بھی تو ایسی ہو۔

ملکہ کی ما۔ میری رائے میں ملکہ کو یہ یقین دلانا چاہیئے کہ بہرام نے تمام شہر

میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ملکہ اس پر عاشق ہے۔

وزیر۔ جی ہاں یہ تدبیر بہت مناسب ہے۔

**ملکہ کی ما**۔ کچھ لوگ ایسے مقرر کرو۔ جو وقتاً فوقتاً اس کے پاس جائیں اور اس قسم کا تذکرہ کریں۔

وزیر۔ میں سمجھ گیا۔ اور آپ خاطر جمع رکھیئے میں اس کا سلسلہ شروع کرتا ہوں

**ملکہ کی ما**۔ مگر معاملہ ٹیڑھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو شبہ ہو جائے۔

وزیر۔ تو یہ تو یہ کیا مجال ہے کہ رتی بھر شبہ ہو جائے میں آج ہی سے اس کا انتظام کرتا ہوں۔ اور آپ بہت جلد نتیجہ دیکھ لیجئے گا۔

**ملکہ کی ما**۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ بہرام کو قتل کر دو۔

وزیر۔ یہ ذرا نامناسب ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

**ملکہ کی ما**۔ اس میں کیا قباحت ہے۔

وزیر۔ اندیشہ ہے کہ ملکہ دوراں اس کو سمجھ جائیں گی۔ اور اگر راز افشا ہو گیا تو سخت بدنامی ہو گی۔

**ملکہ کی ما**۔ اچھا تو وہ پہلی ہی تدبیر کرو۔

(۱۷)

دوپہر کا وقت تھا کہ وزیر جنگ نے ملکہ سبطورہ کے دربار میں حاضری کی اجازت طلب کی، یہ غیر معمولی وقت تھا۔ ملکہ اس وقت تنہا بیٹھی ہوئی کسی خاص معاملہ پر غور کر رہی تھی متعجب ہوئی اور تعجب کے ساتھ اجازت دی تو وزیر حاضر ہوا اور معمولی مراسم و آداب شاہی کے بعد عرض کرنے لگا۔

ہم نے سرکار عالیہ کا نمک کھایا ہے اور نمک حرامی سے زیادہ گناہ دنیا میں کوئی فعل نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ بہرام اپنی نالائقیوں سے کسی

طرح باز نہیں آتا۔ اس کی شرارتیں اب اس حد کو پہنچ گئیں کہ مازندران کا بچہ بچہ سرکار عالیہ کو مطعون کر رہا ہے تعجب اور افسوس یہ ہے کہ جہلا کے طبقہ میں بھی یہ خبر عام طور پر پھیل گئی کہ ہماری ملکہ بہرام کے عشق میں گرفتار ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی کہ بہرام اپنی حرکتوں سے باز آجائے گر اس کے سر پر کچھ ایسا جن سوار ہے یا وہ سرکار دولتمدار کی عنایتوں پر اس قدر مطمئن ہے کہ مطلق پروا نہیں کرتا۔ اور کسی طرح باز نہیں آتا، مجھے صبح سے یہ وقت آگیا، سوچتے سوچتے اور غور کرتے کرتے۔ ارادہ یہ تھا کہ بڑی ملکہ کے گوش گزار کردوں اور سرکار عالیہ تک خبر نہ پہنچنے دوں، مگر جانتا ہوں کہ وہ سرکار سے زیادہ رحیم ہیں، اور رعیت پر ماں سے زیادہ مہربان۔ مجبوراً گوش گذار کرنا پڑا۔ صرف سرکار عالی اس کو سمجھا دیں کہ وہ احتیاط کرے اور خیال رکھے کہ اس کی ان لغزشوں سے بدنامی ہوتی ہے۔

ملکہ کا چہرہ غصہ سے سرخ تھا۔ اس کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ اور وہ حیرت سے وزیر کا منہ تک رہی تھی کہ دوسرے وزیر کے حاضر ہونے کی اطلاع ملی۔ اجازت دی تو وہ حاضر ہو کر زمیں بوس ہوا، اور صرف اس قدر عرض کیا مجھے تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہے۔

ملکہ اس وزیر کو لیکر علیحدہ کمرہ میں گئی، تو اس نے عرض کیا:۔

سرکار عالیہ اس میں کلام نہیں کہ حضور کے رحم کا سکہ آج تمام دنیا میں چل رہا ہے اور عدل و کرم کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں۔ رعیت کو جو اطمینان اور آسائش اس دور میں میسر ہوا وہ ایک مازندران کیا تمام دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رعیت کا ایک شخص اپنی ہستی بھول کر اصلیت فراموش کر دے، اور ایسی افواہیں مشہور کرے جس کو سنکر ہم جیسے نمک پروردہ اور خادم کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ میں نے اس وقت وزیر جنگ

کے روبرو عرض کرنا مصلحت نہیں سمجھا۔ مگر تین روز سے سنتے سنتے کان پک گئے کہ سبطورہ دام اقبالہا اپنے معمولی خادم اور غلام بہرام پر عاشق ہیں۔ کج میں نے یہ خبر ایسی زبانوں سے سُنی کہ اوسان جاتے رہے، اور اس کے سوا کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی کہ پہلے حقیقت دریافت کروں۔ میں نے خود بہرام سے اس کے متعلق گفتگو کی اور اگر سرکار عالیہ اجازت دیں تو اس کے منہ در منہ کہدوں کہ کہ نمک حرام بہرام نے مجھ سے یہ الفاظ کہے کہ آپ بچہ ہیں کیا معاملات کو دیکھا اور سمجھ نہیں سکتے۔ ایران کی اتنی بڑی لڑائی جس میں سینکڑوں جاں نثار کام آئے میرے ہی عشق کا نتیجہ تھا۔ اس معرکہ کی تہ میں عشق کے سوا کیا تھا۔ میں اپنی طرف سے ہرچند ٹالتا رہا اور ٹال رہا ہوں مگر تریا ہٹ اور راج ہٹ دونو کے دونو جمع ہیں۔ میں کس طرح انکار کروں، سرکار عالیہ میں یہ عرض نہیں کرتا کہ اسکو سزا دی یا تنبیہہ کی جائے، بلکہ چند روز کے واسطے وہ ماژندران سے علیحدہ بھیجدیا جائے۔ تاکہ رعیت جو اس بدگمانی میں۔ اس کی نالائقی سے مبتلا ہو گئی ہے معلوم کرلے کہ یہ شہرت لغو ہے۔

وزیر جنگ ہی کی گفتگو سے ملکہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اب اس کی حالت یہ تھی کہ وہ سانپ کی طرح سر دھنتی تھی، اور زبان سے ایک بات نہ نکلتی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے دونو وزیروں کو رخصت کیا۔ اور اکیلی بیٹھی سوچنے لگی کہ بہرام نمکحرام کو کیا سزا دوں۔

سبطورہ اسی خیال میں غرق بیٹھی تھی کہ ماں کمرہ میں داخل ہوئی اور پوچھا کیا ہے۔ کس معاملہ پر غور کر رہی ہو۔

اب سبطورہ کی حالت متغیر ہو گئی۔ اس کے منہ سے کف جاری ہو گئے اس نے ماں کی طرف دیکھا اور کہا۔

دیکھئے اس نابکار مردود نمکحرام شیطان بہرام کو پاؤں کی جوتی سر پر چڑھی سیر کی ہنڈیا میں سوا سیر پڑا اُبل پڑی، اس کمینہ کی یہ جرات کہ میرے شاہی احسانات کو محبت سمجھے اور اس لیے کہ میں محض اپنے کرم سے اس کو بات کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔ مجھکو تمام دنیا میں بدنام کرے اور یہ کہے کہ ملکہ مجھ پر شیدا ہے۔ آپ نے سنا نہیں سب سے پہلے وزیر جنگ نے مجھکو اطلاع دی کہ تمام شہر میں یہ آفت مچ رہی ہے بچہ بچہ کی زبان پر عشق کا چرچا موجود ہے۔ اس کے بعد دوسرے وزیر نے آکر کہا اور وہ غریب ایسا خائف تھا کہ وزیر جنگ کے سامنے بھی بات نہ کر سکا علیحدہ کمرہ میں حاضر ہو کر مفصل کیفیت عرض کی اس کو کیا خبر کہ وزیر جنگ بھی اسی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ میں نے جب سے سُنا ہے اوسان جاتے رہے دل کی عجیب کیفیت ہو رہی ہے جی چاہتا ہے فوراً اس کو بلا کر قتل کروں۔ مگر یہ سوچ رہی ہوں کہ اس میں بھی بدنامی کا اندیشہ ہے۔ اس کو غارت کروں۔ جلا وطن کروں۔ سولی دوں کیا کروں۔

ما۔ میں آج کئی دن سے یہ خبریں سن رہی ہوں، خون کے سے گھونٹ پیکر چپکی ہو جاتی تھی اور کچھ کہہ نہ سکتی۔ اس وقت تم کہتی ہو تو زبان سے نکالتی ہوں اس مردود نے میری موجودگی میں دارونہ سے کہا کہ وہ دن گئے۔ جب میں سپہ سالار کا لڑکا تھا۔ اب مجھ کو شہر کا بادشاہ اور ملکہ کا محبوب سمجھو۔ میں اتفاق سے ادہر کھڑی تھی۔ سن کر دنگ رہ گئی۔

ملکہ۔ اوہ افسوس غضب، ستم، ظلم.........

آپ نے مجھ سے ذکر کیوں نہ کیا.........

نمک حرام ........ بے ایمان ........

کوئی ہے فوراً حاضر کرو۔

ما ۔ تم نے کیا تجویز سوچی ہے ۔ کیا سزا دو گی ۔

ملکہ ۔ میرے ہوش ٹھکانے نہیں ۔ ابھی گردن اڑواتی ہوں ۔

ما ۔ لیکن اس میں سخت بدنامی ہوگی ۔

ملکہ ۔ کچھ پروا نہیں ہونے دیجیئے ۔

ما ۔ نہیں اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے ۔ غصہ میں عقل زائل نہ کرو ۔

ملکہ ۔ پھر کیا علاج کروں ۔

ما ۔ اس کو شہر بدر کر دو ۔

ملکہ ۔ آپ یہ حکم دیدیجیئے ۔

ما ۔ تم خود ہی دو ۔

ملکہ ۔ میں اس کی صورت دیکھنی نہیں چاہتی ۔

ما ۔ مجھے حکم دینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔

چوبدار نے بہرام کے حاضر ہونے کی اطلاع دی ۔ اجازت ملی کہ اندر آئے اس وقت ملکہ کا تمام بدن بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا تھا ۔ بہرام کی صورت دیکھتے ہی وہ آپے سے باہر ہو گئی ۔

او نمک حرام مردود تیرے ساتھ جو کچھ عنایتیں کیں جو کچھ احسان کیے ان کا یہی بدلہ تھا کہ تو بدنام کرے ۔ تیری اگر بوٹیاں چیلوں کو دی جائیں تو تو اس کا سزاوار ہے ۔ تیرا جرم اس قدر سنگین، تیری خطا اتنی بڑی ۔ تیرا قصور ایسا زبردست ہے کہ کوئی سزا اس کے واسطے کافی نہیں ہو سکتی ۔ تیری بوٹیاں اڑائی جائیں تو بھی کم ہیں ۔ میں اس وقت حکم دیتی کہ تیری گردن اڑائی جائے مگر مصلحت یہی ہے کہ تو فوراً مازندران کی حدود سے باہر نکل کر غارت ہو ۔ اور آئندہ اپنی منحوس صورت مجھ کو نہ دکھا ۔ یاد رکھ اگر اس وقت کے بعد تو نے شہر

میں قدم رکھا، تو ہر متنفس کو حق حاصل ہے کہ تجھکو قتل کر دے۔ بس جا فوراً غارت ہو غارت ہو۔ غارت ہو۔

بہرام کی نظریں نیچی تھیں۔ اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ یہ گل کھلا اور یہ کچھ ہوگیا جس وقت طلبی کا پیغام پہنچا ہے، وہ باغ باغ تھا اور طرح طرح کی امیدیں اس کو نہال کر رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا۔ یقیناً تمام معاملہ طے ہوگیا اور آج شادی ہوگی۔ لیکن قدم دھرتے ہی جو کیفیت اس نے دیکھی۔ اس کو دیکھکر سناٹے میں رہ گیا۔ اس نے آخری کلمہ سنکر نگاہ بلند کی اور اس چہرہ کو دیکھا جس میں محبت کے بدلے اس وقت ستم کے دروازے کہل گئے تھے۔ ان آنکھوں کو دیکھا جن سے عنایت کی شعاعوں کے عوض زہر کی لہریں ٹپک رہی تھیں اور گردن نیچی کرلی۔

ملکہ۔ بس اب زیادہ ٹہرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف چار گھنٹہ کی اجازت ہے اس عرصہ میں اپنا انتظام کر اور فی الفور یہاں سے روانہ ہو جا اور یہ یاد رکھیو کہ اگر اس وقت کے بعد مازندران کی حدود میں تیری صورت دیکھی گئی تو موت یقینی ہے۔

بہرام اب اُلٹے قدموں پیچھے ہٹا اور ملکہ کی آنکھ سے اوجھل ہوگیا۔

(۸)

دیکھو وزیر جنگ کس قدر اچھی کامیابی ہوئی ہے۔ اس کو کہتے ہیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ بدمعاش عمر بھر کو غارت ہوگیا۔ بڑی خرابی آکر پڑی تھی کہ شادی کے واسطے بالکل رضامند تھی۔ اگر میں سختی کے ساتھ منع نہ کرتی تو آجتک کبھی کا معاملہ طے ہو جاتا۔

وزیر۔ مجھے اس معاملہ میں وزیر ثانی نے بہت کافی مدد دی، اور میں اس کا

بہت ممنون ہوں۔

ما۔ وہ قدیم نمک پروردہ تھا اس کا فرض تھا۔ بلکہ اس کا کیا ارکین سلطنت میں سے ہر شخص کا فرض تھا کہ ملکہ کو اس مصیبت سے بچاتا۔

وزیر۔ مگر مجھے ایک شبہ پیدا ہو رہا ہے اور میں اس کی وجہ سے سخت حیران ہوں۔ ایک غلطی ہوگئی۔

ما۔ وہ کیا۔

وزیر۔ . . . . . . .

ما۔ جلد کہو۔

وزیر۔ میں نے سنا ہے کہ وہ جا کر فیلوس سے ملا اور ایران ایک زبردست فوج حملہ کے واسطے تیار کر رہا ہے۔

ما۔ یقیناً یہ غلطی ہوئی۔

وزیر۔ پہلی غلطی فیلوس کا زندہ چھوڑنا تھا اور دوسری بہرام کا۔

ما۔ بیشک صحیح ہے۔

وزیر۔ اب خرابی یہ ہے کہ کوئی علاج ہو نہیں سکتا۔

ما۔ مگر تمہاری فوج بھی تو بالکل تیار ہے۔ اور تم نے سنا کیا ہے۔

وزیر۔ میں نہایت وحشت انگیز خبریں سن رہا ہوں۔ آج کی خبر یہ ہے کہ فیلوس نے تمام گرد و پیش اور قرب جوار کے امرا کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ جب تک مازندران کو تباہ و برباد نہ کر دو اس وقت تک کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤ۔ مخبر کا بیان ہے کہ ایک لاکھ کے قریب فوج تیار ہوگئی اور سب نے تلوار کے دستوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اگر مازندران میں فاتحانہ حیثیت سے داخل نہ ہوئے تو اس وقت تک کھانا اور پینا سب حرام ہے۔

ما - تم نے اس کی اطلاع ملکہ کو دی -

وزیر - میں نے ابھی سنا ہی -

ما - پھر تمہاری کیا رائے ہی -

وزیر - فوج بالکل آمادہ اور تیار ہی - مگر مجموعی تعداد ہماری فوج کی پچاس ہزار ہو گی - اس کا دگنی فوج سے مقابلہ میں کامیاب ہونا بآسانی مشکل سے ممکن ہے ایسی حالت میں میں خود جب سے یہ خبر سنی ہی پریشان ہوں - اس کے ساتھ ہی مخبر کا بیان ہی کہ بہرام آج کل ایران میں ہی اور وہ فیلوس کا اس قدر دوست ہوا ہی کہ دن رات اس کے ساتھ ہی - سرکار عالیہ یہ تو ظاہر ہے کہ عداوت کی آگ فیلوس کے دل میں مدتوں سے بھڑک رہی ہی - گو وہ زندہ چھوڑ دیا گیا - لیکن ایسا شریر النفس انسان نچلا بیٹھنے والا نہیں - اس نے اپنی طرف سے اندر ہی اندر نہ معلوم کیا کیا تیاریاں کی ہوں گی اب بہرام کی سازش وہی کہاوت ہو گئی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے -

ما - یہ حقیقت ہی کہ دونو غلطیاں ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہیں اور اب ان کا کوئی علاج نہیں -

وزیر - میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ گو میں نے اس خبر کو دبایا ہی - مگر جہاں جہاں خبر پہنچ گئی ہی - وہاں لوگوں میں کچھ مایوسی سی چھا گئی ہی -

ما - یہ تو بہت ہی افسوس کی بات ہی -

وزیر - بیشک -

ما - پھر تم کو اس کا کوئی علاج کرنا چاہیے - رعیت کو یقین دلاؤ کہ حکومت ہر طرح سے مقابلہ کو تیار ہی - اور فتح یقیناً ہماری ہو گی -

---

(۱۹)

ایک بے گناہ انسان، ایک بے قصور غلام، ایک بے خطا عاشق ظالموں کے ظلم کا شکار ہوا۔ اے دریا کی لہروں، اے چشمہ کی مچھلیوں تم گواہ رہنا کہ بہرام دیارِ محبت میں آجتک اس وقت تک اس گھڑی تک کسی خطا اور کسی لغزش کا مرتکب نہیں ہوا۔ وہ اپنے دل سے اپنی طبیعت سے اپنی عنایت سے مجھ ناچیز کی مجھ نامعقول کی اسی طرح محسنہ ہے جس طرح ہمیشہ تھی، اس نے مجھ کو جس کی کوئی ہستی نہ تھی جس کی کوئی حیثیت کوئی وقعت نہ تھی سرفراز کیا۔ آسمان پر چڑھایا۔ قدردانی کی۔ کس طرح کہوں وہ ظالم ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اس کے احسان وسیع، اس کے کرم بڑے، اس کے سلوک زیادہ

چشمہ شیریں پر رات کے گیارہ بجے بہرام بیٹھا ہوا اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا تھا۔ ہوا کے ٹھنڈے جھونکے اس کے دل و دماغ کو جنگل کی بھینی بھینی خوشبو سے معطر کر رہے تھے۔ چاند اس کے سر پر تھا اور دریا کی لہریں اس کی آنکھوں کے سامنے چاند سے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ وہ چند لمحہ کو خاموش ہوا اور آسمان کی طرف دیکھکر کہنے لگا۔

تو اس سے زیادہ حسین نہیں اس کا چہرہ تجھ سے زیادہ روشن۔ اس کا دل تجھ سے بڑھ کر صاف وہ خود تجھ سے بہت زیادہ پیاری، میری آنکھیں اسکی نازک صورت سے اور اس کی موہنی مورت سے روشن ہیں۔ وہ مجھ سے دور نہیں میرے دل میں ہے۔ مجھ سے علیحدہ نہیں۔ میرے پاس ہے۔ ہٹ جا، دور ہو غارت ہو جا۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

آ آ اے چمکتے ہوے چاند میری گود میں تجھ میں اس کا پرتو ہے، تو اس کی یادگار ہے۔ تجھ میں اس کی شان ہے۔ میں تجھ سے اس کا پتہ لگاؤں گا وہ مجھ سے

چھوٹ گئی جدا ہوگئی۔ ڈھونڈھ پھرا۔ چھان پھرا۔ آ آ چمکدار چاند آ جا۔

میرے ننھے ننھے تاروں قہقہے نہ لگاؤ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ تم گواہ رہو کہ میں بے قصور ہوں، مجھے بھوک نہیں ہے، پیاس سے نا آشنا ہوں، نیند اڑ گئی تکان جاتی رہی، میں اسی صورت کا، اسی نام کا۔ اسی ہستی کا دیوانہ ہوں، شیدا ہوں فریفتہ ہوں، تم رحم کرو، اے تارو رحم، اے چاند کرم اے ہوا کے جھونکو ظالم نہ بنو تم میں ٹھنڈک ہے۔ میرے دل کی کلی کھلا دو۔ اور وہ صورت دکھا دو جو مجھ سے بگڑ گئی۔ جو مجھ سے خفا ہو گئی۔ جو مجھ سے چھوٹ گئی۔

جنگل خاموش ہے پرند آرام میں ہیں۔ درخت سو رہے ہیں۔ اے ہوا ان کو ہشیار کر، ان سے کہہ کہ ایک پردیسی مہمان، ایک مظلوم مسافر تمہارے گھر میں موجود ہے اس کو مدد دو۔ اس کو منزل مقصود تک پہنچاؤ۔

"ہٹ جا دور ہو جا، غارت ہو جا، صورت نہ دکھا"

کیسے الفاظ تھے۔ ہائے اس منہ سے جو مجھ پر مہربان تھا۔ ایسی کٹر ایسی سنگدل۔ اس قدر ظالم نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ .. .. .. .. .. .. .. ..

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

محسنہ جس کے کرم سے گردن جھکی ہوئی، دبی ہوئی۔ محبوبہ جس کے حسن سے دنیا روشن اور منور، حسینہ جس کے نام کا بلبل اپنے راگ میں ہوا اپنے ہر جھونکے میں کلمہ پڑھتی ہے .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

کوئی نہیں، جو اس وقت میرے کام آئے، کوئی نہیں جو آج مجھکو مدد دے۔

چاند چلا جا رہا ہے۔ تارے چھپکے جا رہے ہیں۔ پانی بہے جا رہا ہے۔ اچھا جاؤ چھپو۔ مگر میرے دل پر رحم نہ کرو۔ میری خبر نہ لو۔

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

اے ہوا تو، اے پانی تو، اے چاند تو، اے کائنات کے ہر ذرہ، اے دنیا کی ہر ہستی، میری مدد کو آ۔ میں تکلیف نہیں دیتا۔ میں مجبور نہیں کرتا۔ ایک عرض، ایک درخواست، ایک گذارش، ایک سوال، ارے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ صورت دکھادو، روٹھی ہوئی مورت منادو۔ بچھڑی ہوئی ملکہ ملادو۔

(۲۰)

شہزادہ ہرمز والئی سیستان ہر اعتبار سے اس قابل ہے کہ اس کا پیغام منظور کیا جائے، وہ وجاہت کے لحاظ سے بھی ایک آزاد حکومت کا مالک ہے۔ تمول کے اعتبار سے بھی کسی سلطنت سے کم نہیں۔ صورت شکل غرض کسی طرح کسی سے ہیٹا نہیں۔ میں کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ ہرمز کی درخواست نامنظور کروں۔

ملکہ۔ مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہو یا نہ ہو مگر آپ کے ارشاد کی تعمیل سے عذر نہیں۔ لیکن ضرورت یہ ہے کہ لڑائی کا مرحلہ طے ہو جائے کہ اگر یہ خبریں درست ہیں کہ فیلوس جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے تو ہم کو غافل نہ ہو جانا چاہیئے اور خود بھی لڑائی کے واسطے تیار رہیں۔ اور اگر غلط ہے تو اطمینان ہو جائے اس کے بعد جو کچھ کرنا ہو کریں۔

ما۔ اگر یہ صحیح ہے کہ فیلوس جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے تو ہم کو اس وقت گھر بیٹھے اس کی طرف سے ایک مدد مفت کی حاصل ہوتی ہے۔ ہرمز کی تمام فوج ہمارا ساتھ دیگی۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔

ملکہ۔ یہ خیال تو آپ کا معقول ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب اس کی ملکہ موجود ہے تو اس کو شادی کی ضرورت کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں اس میں فریب نہ ہو۔ آپ کو ایران اور سیستان کے تعلقات کا حال اچھی طرح معلوم ہے۔ اور یہ بھی علم

ہے کہ فیلوس اور ہرمز کیسے عزیز دوست ہیں۔

ما۔ یہ سب مجھے معلوم ہے اور تمہارا اندیشہ بھی درست ہے، مگر ہرمز کی یہ عاجزی ثابت کر رہی ہے کہ وہ بے لوث ہے۔ اور اس میں کوئی مکر و فریب نہیں۔

ملکہ۔ آپ غور فرما لیجیے، ایسا نہ ہو پھر پچھتانا پڑے۔

ماں بیٹیوں کی گفتگو اسی طرح دیر تک اسی بحث پر رہی کہ وزیر جنگ حاضری کا طلبگار ہوا۔ ملکہ کی ماں نے اس کے سامنے ہی یہ سلسلہ شروع کیا۔ وزیر نے کچھ دیر تامل کے بعد کہا۔ کچھ شک نہیں ملکہ عالم کی رائے دور اندیشی پر مبنی ہے۔ سیستان اور مازندران کے تعلقات آج سے کیا صدیوں سے برادرانہ ہیں۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ سیستان اس موقع پر ایران کے احسانات فراموش کر دے۔ مجھے آج کل کا حال تو معلوم نہیں۔ مگر جہاں تک مجھے یاد ہے پچھلے معرکہ میں ہر قسم کی مدد ایران کو دینے پر آمادہ تھا۔

ملکہ کی ما۔ لیکن اس تعلق سے ہم کو یہ فائدہ نہیں پہنچ سکتا کہ سیستان کی مدد بجائے ایران کے ہماری طرف آ جائے۔

وزیر۔ یہ بھی ممکن ہے اور میں یہ سمجھنے کے واسطے تیار نہیں ہوں، کہ اس شادی کے پیام میں کسی قسم کا فریب ہے۔ میں دیکھ بھی رہا ہوں اور سن بھی کہ شہزادہ ہرمز مخلص آدمی ہے اور اس کی التجا مخلصانہ ہے۔

ما۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم شادی کر دیں اور یقین کر لیں کہ سیستان کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔

وزیر۔ میں اس وقت تک شادی کے موافق نہیں جب تک اس لڑائی کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

ملکہ۔ میں بھی اس رائے سے اتفاق کرتی ہوں۔

ما ۔ اگر یہی رائے مناسب ہی تو خاموش ہو جاؤ۔ لیکن بہتر ہوگا کہ ہرمز کو اس کی اطلاع دیدو۔

ملکہ ۔ ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ما ۔ مگر مجھے ایک اور کھٹکا پیدا ہوا ۔

ملکہ ۔ وہ کیا ۔

ما ۔ اس انکار سے بیٹھے بٹھائے ہم ایک اور دشمن نہ پیدا کریں ۔

ملکہ ۔ اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں ۔

وزیر ۔ بات معقول ہی۔

ما ۔ معاملہ پر ہر طرح غور کر لینا چاہیئے ۔

یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سیستان کا قاصد حاضر ہوا اور عرض کیا ۔

بادشاہ ہرمز والی سیستان جس وقت سے تشریف لے گئے ہیں ۔ اس وقت سے اس وقت تک ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری ہی۔ کھانا ہی نہ پانی اور بھوک ہے نہ پیاس ۔ ہر وقت ملکہ عالم کی تصویر ان کے روبرو ہے ، ہر چیز چھوٹ گئی اور ہر خیال فراموش ہو گیا ۔ اس وقت سرکار عالیہ مراحم خسروانہ سے کام لیں اور شہزادہ عالی کے حال پر رحم فرما کر ان کو غلامی میں قبول کریں ۔ سیستان اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھیگا ۔ یہ معلوم ہو چکا ہی کہ ایران اپنی شیطنیت سے باز آنے والا نہیں ۔ اور دولت مازندران کی تباہی کی فکر میں دن رات لگا ہوا ہی۔ لیکن سرکار عالیہ کو یقین رکھنا چاہیئے کہ سیستان کے جب تک دم میں دم ہی بغیر مازندران کی مدد کے ، ایران کا سر کچلنے کو موجود ہی۔

دولت سیستان کی دلی تمنا ہی کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کو انجام دیجئے ۔ اور شادی کے انتظام کے احکام صادر فرما دیے جائیں ۔

**ملکہ کی ما۔** ہم کو تمام کیفیت اچھی طرح معلوم ہے۔ اور ہم خود سیستان کی اس ہمدردی کے دل سے ممنون ہیں۔ ہمارا دلی شکریہ اپنے بادشاہ تک پہنچا دو اور کہدو کہ ہم اپنے ضروری کام انجام دے رہے ہیں۔ اور بہت جلد تاریخ معین کر کے ملکہ آپ کو اطلاع دیں گے۔

**وزیر جنگ** ہم کو یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اس وقت کے جو تعلقات سیستان اور اور ایران کے رہے وہ ہمیشہ دوستانہ تھے۔ اس وقت ان تعلقات کا جو نتیجہ ہوگا وہ وہ ظاہر ہے۔ کیا سرکار عالی بادشاہ سیستان اس کے واسطے تیار ہیں۔

**قاصد** مجھکو حکم ہے اور اجازت ملگئی ہے کہ میں اس سوال کا جواب اپنی سلطنت کی طرف سے بغیر دریافت کیئے دیدوں، اور بتا دوں کہ سیستان کے تعلقات اس سلسلہ میں ایران سے خراب ہوں گے۔ ایران نے ابھی ہم سے مدد مانگی تھی۔ اور کہلا بھیجا تھا کہ حملہ جلد ہونے والا ہے۔ فوج کا ایک دستہ اس موقع پر ملنا چاہیئے۔ لیکن بادشاہ سلامت نے انکار قطعی کر دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ سیستان کو جنگ سے کوئی تعلق نہیں مگر ایسی حالت میں کہ یہ تعلق پیدا ہوگا سیستان اور مازندران کی عزت ایک ہے۔ سیستان ہر وقت مازندران کے واسطے ہر قربانی کو تیار ہے

**وزیر جنگ۔** ہماری طرف سے بادشاہ سلامت کا شکریہ ادا کرنا اور یقین دلا دینا کہ بہت جلد ہم اس پیام کا جواب روانہ کریں گے۔

(۲۱)

میں ہر چند غور کرتی ہوں۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ ایک غصہ کی حالت تھی جس میں ایسا حکم دے بیٹھی۔ جو صریح ظلم تھا۔ یہ واقعہ ہے کہ میری ماکو بہرام

سے دشمنی تھی۔ ان کو اندیشہ تھا کہ میں اس سے شادی کرنے والی ہوں۔ ان کو یقین تھا کہ وہ میرا شوہر ہوگا تعجب نہیں انہوں نے وزیر جنگ سے سازش اور دوسرے وزیر کو بھی شریک کر یہ افترا پیدا کیا۔ اور مجھکو بدظن کر اس مظلوم کو ایسی سنگین سزا دلوا دی۔

ہاں ہاں ہاں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مجھے اقرار ہے کہ بہرام معمولی حیثیت کا آدمی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ معمولی سپہ سالار کا لڑکا ہے۔ لیکن اس کا جواب کچھہ نہیں کہ اس سے زیادہ محبت کی قدر کرنے والا انسان مجھکو میسر نہیں آسکتا۔ فیلوس ہو یا ہرمز دونو کے دو تو دولت اور حکومت میں مست ہیں۔ میں ان سے مطلقاً خوش نہیں رہ سکتی۔ ان کی محبت جھوٹی۔ اُن کے دعوی فرضی۔ ان کی بیچینی غلط۔ صرف مطلب کے آشنا اور غرض کے بندے ہیں۔

میں نے وہ کیا جو آجتک کسی نے میدان محبت میں نہ کیا ہوگا۔ گو میں نے زبان سے کبھی نہیں کہا کہ میں بہرام سے محبت کرتی ہوں۔ مگر میرا قول میرا فعل میرا طرز میرا طریقہ بتا رہا تھا کہ میں بہرام سے محبت کرتی ہوں۔ اس یقین نے اس کو پریشان کیا۔ متحیر کیا۔ وہ کوئی شک نہیں سچا عاشق۔ کلام نہیں سچا شیدا اور شبہ نہیں سچی محبت کرنے والا ہے۔

تعجب نہیں مر گیا ہو۔ یہ صدمہ کچھہ کم نہ تھا۔ اوہ اوہ اوہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں نے وہ کیا جو کسی نے نہ کیا۔ ایک بے گناہ کا خون میرے سر ہے جس کی کوئی تلافی مجھہ سے نہیں ہوسکتی جو کچھہ بھی ہو یہ تو نہ ہوگا کہ میں اب کسی دوسرے شخص سے شادی کروں۔ یہ صحیح کہ ماں کا اصرار ہر چیز پر مقدم ہے اور انکی

رضامندی میرے واسطے مایہ ناز۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ میں اپنے تمام تعلقات ختم کردوں اور بہرام جیسے مخلص انسان کی تمام توقعات ضائع کردوسرے شخص سے شادی کرلوں۔

نہیں نہیں قطعی نہیں نہیں ہوگا۔

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

میں دور نکل آئی۔ کہاں دیکھوں، کہاں ڈھونڈوں۔ شاید پہاڑوں میں موجود ہو۔ ممکن ہے ان درختوں کی آڑ میں چھپا بیٹھا ہو مگر یہاں کہاں، مرگیا، چلا گیا۔ ہائے کیسا ظلم وستم میں نے کیا۔ غارت ہوجا نکل جا۔ فوراً نکل جا.... ... ..

رات کا وقت ہے۔ ہوا سرد ہے۔ چاند چمک رہا ہے۔ تارے نکل رہے ہیں۔ قدرت کی ہر مخلوق اپنا اپنا کام کر رہی ہے۔ مگر میں ہی ہوں وہ بدنصیب وہ نامراد جو اپنے فرائض سے غافل اپنے کام سے بیخبر اور اپنے معاہدہ سے لاپروا۔

میں نے اس سے وعدہ کیا مگر پورا نہ کرسکی۔ وہ کیا سمجھ رہا ہوگا۔ بطورہ جھوٹی ہے، ظالم ہے۔ مکار ہے۔ افسوس۔ افسوس ... .. .. .. ..

کوئی وجہ نہیں کوئی سبب نہیں کہ صبح ہی انتظام نہ کروں اور اس کی تلاش نہ کرواؤں۔ رعیت بدنام کریگی بلا سے، اماں ناخوش ہوں گی ہوں، وزیر برا کہے گا کیا منحوس آدمی کا خیال ذہن میں آیا۔ اسی کی شرارت نے۔ اسی کی شیطنیت نے یہ دن دکھایا۔

مطعون کرے گا کرے، میں خود اس کو علٰحدہ کرنا چاہتی ہوں۔ اس نے مجھکو دغا دی۔ بیشک دی۔ ناہنجار.. .. .. ظالم .. .. .. .. .. .. .. .. جفا شعار .. .. .. .. ..

مگر یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اس کا پتہ کوئی نہ لگائے گا

سب خاموش ہوجائیں گے اور زیادہ بدنام کرینگے۔ لڑائی سر پر آگئی، وہ ہوتا تو سوچتا وہ ہوتا تو بے شک مجھے بھروسہ تھا۔ ان بے ایمانوں پر ہرگز اطمینان نہیں۔ خود غرض ہیں، مطلب آشنا ہیں۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
مکار جھوٹے۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

(۲۲)

ہرمز۔ تم نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا، جو میرا بھائی بھی نہ کرتا۔ آج مجھکو معلوم ہوگیا کہ دنیا میں دوست کس قدر کام آنے والی چیز ہے۔

ہرمز۔ میں اپنی تمام سلطنت آپ کے نام پر سے قربان کر دینے والا بشر ہوں سبطورہ میری محبت کے جال میں پھنس گئی۔ میں اس کو آپ کی خدمت میں بصد ادب پیش کروں گا۔ اور کسی معاوضہ کا متمنی نہیں۔

**فیلوس**۔ میں تو زبان سے کہہ چکا ہوں، اس سے ہرگز نہ پھرونگا۔ تمہاری چچا زاد بہن جو اس وقت قید میں ہے قطعاً آزاد ہوگی، اور اس کی تمام ریاست جو سلطنت ایران نے ضبط کرلی فوراً واگذاشت ہوگی۔

ہرمز۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، ہرگز کسی توقع پر نہیں، بلکہ محض انسانیت کا فرض ادا کر رہا ہوں۔ مازندران نے انسانیت ہاتھ سے کھو دی، اور ایسے ایسے فعل کیے جو کوئی معقول سلطنت نہیں کرسکتی۔

**فیلوس**۔ آپ دیکھتے ہیں، ایک معمولی انسان محض کمینہ غلام شہزادی کا محبوب ہو اور اس کی یہ جرات وہمت کہ ہمارے ساتھ گھوڑ دوڑ میں شریک کیا جائے۔ اس سے زیادہ کیا کوئی کسی کو ذلیل کرسکتا ہے۔

ہرمز۔ جب وہ اس پر فدا ہے تو جو کچھ بھی کرتی درست تھا معلوم ہوچکا ہے۔ اور میں پتہ لگا چکا ہوں کہ وہ دن رات اس کا کلمہ پڑھ رہی ہے۔ یہ صرف اس کی

ما کی زبردستی ہے کہ مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گئی۔

**فیلوس۔** مگر تم کو یہ یقین کامل ہے کہ شادی ہو گی۔

**ہرمز۔** واہ یقین کیسا عین لیقین تمام مراحل طے ہو گئے۔ اور اب کچھ نہیں۔

**فیلوس** تم اس ہفتہ میں معاملہ طے کر لو۔ کیونکہ اگلے ہفتہ میں تو میں حملہ کی تیاری کر چکا ہوں۔

**ہرمز۔** ہاں اسی ہفتہ میں لیجئے۔

تم کہلا بھیجو کہ شادی اسی ہفتہ میں ہو گی۔ ایک دن آگے نہ ٹرہانا۔

(۲۴)

محبت کے اندازہ کا موقعہ اس سے بہتر اور نہیں ہو سکتا، آپ تجربہ کار ہیں معاملہ پر غور کیجئے۔ دشمن کی تلوار سر پر چمک رہی ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں یہ وقت ہرگز ہرگز شادی کا نہیں ہے۔ اگر ہرمز اپنے دعوے میں سچا۔ اپنے قول کا صحیح اور اپنی زبان کا پابند ہے، وہ اس موقع پر ہماری مدد کرے، اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ لڑائی سے فارغ ہوتے ہی شادی کر دینگے۔

**ما۔** وزیر جنگ تم بعض بات بہت کم زور منہ سے نکال بیٹھتے ہو۔ تم کو سمجھنا چاہیے کہ فیلوس کی عظیم الشان فوج کا مقابلہ تمہاری معمولی جمعیت ہرگز اچھی طرح نہیں کر سکتی ضرورت ہے کہ اس وقت تم کسی دوست کو اپنے حال کا شریک کرو۔ اور ہرمز سے زیادہ رفیق تمہارا اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ اگر تم چوک گئے تو پچتاؤ گے۔

**وزیر۔** یہ صحیح ہے، مگر آپ غور تو کیجئے۔ یہ وقت ہماری جنگ کا ہے یا شادی رچانے کا۔

**ما۔** یہ شادی درحقیقت شادی نہیں۔ جنگ کی تیاری ہے۔ تم اس معاملہ میں سبطورہ سے دریافت کرو۔ وہ کیا رائے دیتی ہے۔

وزیر۔ میں نے اُن کی رائے معلوم کر لی اور اُن کو میرے خیال سے اتفاق ہے،
ما۔ اگر اس کو تمہارے خیال سے اتفاق ہے تو وہ پچھتائیگی۔ اور تم بھی دیکھوگے
کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔
وزیر۔ آپ ایسی باتیں نہ کیجئے جو رہی سہی ہمت توڑ دیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ آپ
ہمارا دل بڑھایئے اور ہم کو فتح کا یقین دلایئے۔
ما۔ فتح تو جیسی ہوگی وہ ظاہر ہے۔ دو سلطنتوں کی فوج اور سلطنتیں بھی ہم سے
بڑھی چڑھی۔ بھلا ہم کیا خاک مقابلہ کرینگے کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ۔
وزیر۔ اگر آپ کو ابھی سے یہ یقین ہے تو پھر لڑائی فضول ہے۔
ما۔ میری رائے میں فضول تو نہیں مگر فتح کی امید بہت کم ہے۔ بظاہر امید نہیں
کہ تم کامیاب ہوسکو۔
وزیر۔ کامیاب نہ ہوں گے تو اپنی حکومت پر قربان تو ہو جائیں گے۔
ما۔ لو ملکہ بھی آگئی۔ ان سے صلاح لو۔
ملکہ۔ کیا معاملہ ہے کس قسم کی صلاح، غالباً آپ کا اصرار یہ ہوگا کہ کسی طرح
لڑائی سے پہلے شادی ہو جائے تاکہ سیستان کی مدد ہمارے ساتھ ہو۔ لیکن
یہ توقع قطعی غلط ہے۔ میں ہرگز اس کو پسند نہیں کرتی۔ یہ وقت غور اور تیاری
کا ہے نہ کہ رنگ رلیوں اور شادیوں کا۔
ما۔ اسی پر وزیر جنگ سے بحث ہو رہی تھی۔ اور اگر شادی کرنا قرین مصلحت نہیں
ہے تو میری رائے میں یہ بہتر ہوگا کہ ملک فیلوس کے سپرد کر دو۔
ملکہ۔ نہ معلوم آپ کو کیا ہو گیا ہے۔
ما۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ نہایت معقول، اور مدلل بات ہے۔ اب اس کا
نتیجہ تم خود دیکھ لوگی۔

ملکہ۔ آپ کا منشا یہی ہے کہ کسی طرح شادی کر لینی چاہیئے۔
ما۔ ہاں میری رائے تو یہی ہے۔
ملکہ۔ تمام مازندران میں ایک شخص بھی ایسا ہے۔ جو آپ کی رائے سے متفق ہو
ما۔ ابھی مشورہ ہی کس سے لیا ہے۔
ملکہ۔ یہ وزیر جنگ موجود ہیں۔
وزیر۔ میں تو پہلے ہی عرض کر چکا۔ اور عرض کر رہا ہوں کہ ہرگز ہرگز یہ وقت شادی کا نہیں ہے۔
ملکہ۔ لیجئے۔
ما۔ ایک آپ کی رائے پر کیا انحصار ہے آخر دوسرے وزیر بھی تو ہیں، اُن سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔
ملکہ۔ میں نے سب سے مشورہ کر لیا، اور کوئی آپ کی رائے سے متفق نہیں بہتر ہوگا کہ اب آپ اس قسم کا ذکر نہ کریں۔ مجھکو تکلیف ہوتی ہے۔

(۴۴)

فیلوس۔ تم کو معلوم نہیں یہ دونو ما بیٹیاں اوّل درجہ کی حرافہ ہیں۔ ان کے داؤں سے بچنا آسان نہیں۔ سبطورہ عجیب مکار عورت ہے۔ تم کو یقین دلایا کہ شادی یقینی ہوگی۔ اور اب موقعہ پر صاف جواب دیدیا۔
ہرمز۔ میرا کیا گیا، اپنا کچھ کھویا۔ آپ خاطر جمع رکھیئے آپ کی فوج کو ہتیار نکالنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ اور میں خود ہی مازندران کا قلع قمع کر دوں گا۔
فیلوس۔ مجھہ کو تمہاری ہمت اور صداقت سے یہی امید ہے، لیکن یہ یاد رکھو کہ مازندرانی نہایت بدمعاش اور بے ایمان قوم ہے وہ لوگ ہر طرح سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں، اور نکالتے ہیں۔

ہرمز ۔ اس کی تم مطلق پروا نہ کرو، اور نتیجہ دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ میں صرف اس قدر جانتا ہوں کہ ایک دفعہ آخری پیام اور بھیج دوں، تاکہ اتمام محبت ہو جائے۔

فیلوس ۔ میں تو اس کو ضروری نہیں سمجھتا۔

ہرمز ۔ نہیں مصلحت یہ ہی ہے۔

فیلوس ۔ مجھے تو اس پر ہنسی آتی ہے کہ ایک معمولی سی فتح نے جو فتح نہ تھی بلکہ محض اتفاق تھا ایسے چاند لگا دیے کہ ہم سے خراج لینا چاہا۔

ہرمز ۔ تو کیا آپ اب تک خراج دیتے ہیں۔

فیلوس ۔ جی نہیں۔ صرف ایک قسط میں نے دی تھی۔ اس کے بعد قطعی انکار کر دیا۔

ہرمز ۔ خوب کیا۔ ہرگز نہیں دینا چاہیئے تھا۔

فیلوس ۔ اب تو میں ان مردودوں کو کیا خاک دیتا۔

ہرمز ۔ بس اب تم اجازت دو کہ میں ایک آخری قاصد اور بھیج دوں۔

فیلوس ۔ میں پرسوں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔ تم اور دن بڑھاتے ہو

ہرمز ۔ نہیں ایک درخواست میری نا منظور نہ کریں۔

(۲۵)

صبح کے نو بجے ہوں گے، ملکہ سبطورہ گم سم ایوان خاص میں بیٹھی تھی کہ فدیر جنگ نے قاصد سیستان کے حاضر ہونے کی اطلاع دی، اجازت ہوئی تو قاصد نے سلام کے بعد کہا۔

۔ والی سیستان بادشاہ ہرمز نے فرمایا ہے کہ اس وقت جس تدبیر سے آپ نے کام لیا، وہ ہمارے علم میں ہے۔ آپ نے قطعی وعدہ کیا تھا کہ شادی

جلد ہو جائیگی۔ مگر اس وقت تک آپ کی طرف سے فریب مکر کے سوا کوئی دوسری صورت نظر نہ آئی۔ ہمارا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ مازندران کو برباد کریں لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ مازندران کی تباہی مقدر ہے۔ اور کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ آپ کو سیستان کی طاقت کا علم نہیں سیستانی وہ پتھر کا دل گردہ رکھنے والے لوگ ہیں کہ آپ کے جوش وخروش کا طوفان بھی میدان جنگ میں ان کے قدم ڈگمگا نہیں سکتا۔ ہم نے جہانتک ہمارے امکان میں تھا۔ اتمام حجت کی۔ اب ہم بالکل بے قصور ہیں، اور یہ آخری اطلاع دیتے ہیں کہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر شادی کا اہتمام ریاست مازندران میں شروع نہ ہوا تو فوری حملہ ہو جائیگا اور نتیجہ کی تمام ذمہ داری مازندران پر ہوگی۔

ملکہ قاصد کے پیام پر کھسیانی ہنسی ہنسی اور کہا۔

ہماری طرف سے اپنے بادشاہ سلامت کو سلام کہنا اور کہدینا کہ یہی وہ منہ تھا جس سے محبت کے دعوے اور آیندہ کے اقرار کیے تھے۔ اگر محبت کا منشا یہی اور عشق کا تقاضا ایسا ہی ہوتا ہے تو بیشک تم سچے ہو۔

شادی منہ کا نوالہ نہیں ہم اس وقت تک تم کو انتظار کی کسوٹی پر پرکھ رہی تھے اب اگر تمہارا مقصد جنگ ہے تو خاطر جمع رکھو، مازندرانی وہ بلا کے لوگ اور آفت کے پتلے ہیں، جو ایرانی سپاہ کو تمہاری آنکھوں کے سامنے خاک میں ملا چکے ہیں۔ یہ میدان جنگ میں تمہاری ہڈیاں بھی چبا جائیں گے۔

(۲۶)

سنتا ہوں کہ ایرانی اور سیستانی دونو فوجیں مازندران پر حملہ آور ہیں افسوس مرکار محسن کش فیلوس کہ ایسی محسنہ کے کرم کا یہ معاوضہ دے رہا ہے۔ میں نے اس وقت اتنا کہا کہ ملکہ عالم یہ بیوفا ہے اس سے وفا کی امید غلط اور انسانیت

کی توقع لغو، مگر رحیم تھی، رحم آگیا، اور زندہ چھوڑ دیا۔ اب اس کینہ نے یہ نتیجہ دکھایا ہیں عجیب کشمکش میں ہوں۔ مجھکو جان کی پرواہ نہیں۔ اگر مازندران میں داخل ہو جاؤں تو قتل ہو جاؤں گا۔ آنکھوں سکھہ کلیجے ٹھنڈک صرف اس امر کا خیال ہی کہ نافرمانی نہ ہو جائے اور دامن محبت پر داغ نہ لگے۔ لیکن یہ وہ وقت نہیں ہی کہ ملکہ مصیبت میں ہو اور مدد نہ کروں۔ میرے پاس گھوڑا نہیں! میرے پاس ہتیار نہیں سوا اُس کی صورت ہی دنیا مجھکو دیکھکر دیوانہ کہیگی۔ جو کچھہ بھی ہو جاؤں گا اور اس بیکار جسم سے جو مدد ممکن ہوگی وہ کروں گا۔ شاید ہی سلسلہ میں شاید اسی بہانہ سے، شاید اسی لڑائی میں ایک دفعہ وہ پیاری صورت اور نظر جائے۔

ایک جنگل بیابان میں بہرام درخت کے پاس کہڑا یہ باتیں کر رہا ہی اس کے سامنے ایک دریا لہریں لیتا ہی۔ وہیں پانی پیتا ہی اور جب بھوک بہت پریشان کرتی ہی تو درخت کے پھل توڑ کر کہا لیتا ہی، جنگل کی گھاس اس کا بچھونا ہی اور جنگل ہی اس کا وطن۔

یہ کہتے کہتے وہ آگے بڑہا، اور کہنے لگا، شرم شرم شرم ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ مازندران پر مصیبت آئے، ملکہ شریک جنگ ہو اور میں زندہ رہ کر تماشہ دیکھوں لعنت لعنت ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اور آگے بڑہا اور کچھہ سوچا ۔۔ ۔۔

کچھہ ہرج نہیں گھوڑا وہیں سے لوں گا۔ ہتیار وہیں ہوں گے۔ کسی ایرانی کو کسی سیستانی کو قتل کروں گا۔ اور اس کا سامان کام میں لاؤں گا۔ اگر قتل ہو جاؤں گا، اگر قتل ہو جاؤں گا، تو یہ موت ابدی زندگی ہوں۔ یہ وقت ہے کہ میں محبت کے جوہر دکہاؤں، اور آج علی الاعلان اپنی محبوبہ پر قربان ہو جاؤں۔

(۴۷)

ایرانی فوج صبح کے وقت مازندرانی حملہ کے واسطے روانہ ہوئی۔ دو پڑاو آگے چلکر

سیستانی فوج اس کی مدد کے واسطے موجود تھی - یہ ایک لاکھ کے قریب لشکر مازندران کی تباہی کو چلا۔ فیلوس اور ہرمز دونو بادشاہ فوج کے ساتھ ہیں، مازندرانی اس حملہ سے اچھی طرح باخبر تھے، جہانتک امکان میں تھا تیاریاں کیں اور ساٹھ ہزار کا لشکر فراہم کر ملکہ سبطورہ مقابلہ کو نکلی۔

ایرانی اور سیستانی آندھی کی طرح آرہے تھے۔ فیلوس کا جوش لحہ بہ لحہ بڑھ رہا تھا۔ ملکہ کا نام آتے ہی دانت پیستا تھا، اور کہتا تھا جب تک ملکہ کو اپنے سامنے ذلیل نہ کرلوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔

ملکہ ابھی ایک پڑاؤ بھی پوری طرح نہ نکلی تھی کہ دشمن کے لشکر کی آمدآمد کا شور کا شور کان میں پہنچا اس وقت شام ہوگئی تھی۔ دونو لشکروں نے قیام، مگر رات ہی کو یہ خبر آگئی کہ ایرانی اور سیستانی لشکر کی مجموعی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہی اس خبر نے مازندرانیوں کے رہی سہے حواس غائب کردیے۔ ملکہ سبطورہ دم بخود تھی اس کی ماگم سم اور وزیر جنگ ساکت

آدھی رات سے کچھ دیر قبل قاصد آیا اور مازندرانی وزیر جنگ کو پیغام دیا تم کو معلوم ہی کہ یہ سوا لاکھ فوج محض سبطورہ کے واسطے اس قدر دور دراز کی مصیبت بھگت کر آئی ہی اگر تم کو بندگان خدا کی خونریزی منظور ہے تو تمہاری خوشی ورنہ صرف ملکہ سبطورہ کو ہمارے حوالہ کردو اور جس شخص کو مناسب سمجھو تخت پر بٹھا دو۔ ہمکو تمہاری سلطنت سے کوئی تعرض نہیں۔

وزیر جنگ نے ایک سانس بھرا اور کہا لڑائی کا جو کچھ نتیجہ ہوگا۔ وہ وہ صبح کو دنیا دیکھ لے گی۔ ایرانیوں کو ہماری سلطنت کا کافی تجربہ ایک موقع پر ہو چکا ہی۔ اب ان کے سر پر موت سوار ہی۔

---

(۲۸)

غرض یقین کی رات عجیب طرح بسر ہوئی۔ ایرانیوں اور سیستانیوں کی جوش و خروش میں، مازندرانیوں کی بیم و ہراس میں، ابھی آفتاب پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا کہ سیستانی اور ایرانی میدان میں آگئے۔ مقابلہ کے واسطے مازندرانی بھی بڑھے مگر ان کے چہرے اُترے ہوئے تھے، اور ان کو شکست کا یقین کامل تھا۔

فیلوس نے اس موقع پر اپنی فوج چار حصوں میں تقسیم کردی۔ سیدھے ہاتھ کی طرف وہ خود تھا اور اُلٹے کی طرف ہرمز، زور شور سے حملے ہو رہے تھے اور میدان جنگ لاشوں سے پٹا جاتا تھا۔ ایرانیوں نے سیستانی مدد سے بہت کچھ زور لگایا مگر مازندرانی گو خائف تھے اور سمجھ رہے تھے کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے، پھر بھی پیچھے نہ ہٹے۔ دن بھر یہ لڑائی جاری رہی۔ شام کے وقت جب فیلوس کو یقین ہوگیا کہ مازندرانی قدم ہٹنے والے نہیں تو اس نے ایک متفقہ حملہ کردیا۔ یہ معرکہ نہایت خونریز تھا۔ دو گھنٹہ تک تلوار چلی اور انسانی گردنیں گاجر مولی کی طرح زمین پر گریں۔ لیکن مازندرانیوں نے زمین نہ چھوڑی۔ اب رات ہوگئی تھی اور اندیشہ تھا کہ دونو فریق مغالطہ نہ کھا جائیں اور دشمن سمجھ کر اپنی ہی فوج قتل نہ کردیں۔ اس لیے ہرمز نے لشکر کو روکا اور اپنے قیام پر واپس آئے۔

اس معرکہ نے فیلوس اور ہرمز دونو کی امیدیں خاک میں ملا دیں اور ان کو پوری طرح یقین ہوگیا تھا کہ مازندرانی فتح منہ کا نوالہ نہیں۔ آدھی رات کا وقت ہوگا سیستانی اور ایرانی بےخبر پڑے ہوئے سوتے تھے کہ مازندرانیوں نے شبخون مارا اور اس ستم کا کہ کئی ہزار سپاہ سوئی کی سوئی موت کے گھاٹ اُتار دی، ہرمز اور فیلوس ہشیار ہوئے تو دشمن سر پر موجود تھا مقابلہ کیا اور

رات بھر مقابلہ کرتے رہے مگر صبح کے وقت جب آفتاب کی روشنی نمودار ہوگئی ہے اس وقت معلوم ہوا کہ سیستانیوں نے ایرانیوں کو اور ایرانیوں نے سیستانیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا اور دس ہزار کے قریب اپنی ہی فوج اس غلط فہمی کی نذر چڑھی۔

ہرمز اور فیلوس دونوں سناٹے میں آگئے ابھی کچھ فیصلہ نہ کرنے پائے تھے کہ مازندرانی مقابلہ کو آموجود ہوئے اب اس کے سوا کیا چارہ تھا کہ بقیہ فوج مقابلہ کو روانہ کی جائے۔

آج کے معرکہ میں گو سیستانی اور ایرانی تعداد میں کم تھے مگر شجاعت کے ایسے جوہر دکھائے کہ مازندرانیوں کے دانت کھٹے کر دیے اور ان کے بڑھے ہوئے حوصلے ایسے پست ہوئے کہ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے۔

کل اور آج کے معرکہ میں مازندرانی دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص جس کے جسم پر کپڑا تک نہ تھا ایک معمولی گھوڑے پر بیٹھا ہوا اس جرات سے مقابلہ کر رہا ہے کہ سب دنگ ہیں۔ ملکہ نے وزیر جنگ سے دریافت کیا مگر پتہ نہ چل سکا کہ کون ہے۔

شام کے وقت فیلوس نے اپنی فوج سے اور ہرمز نے اپنی فوج سے خطاب کیا اور ایسی پرجوش تقریر کی کہ دن کی ان آخری گھڑیوں میں سیستانی اور ایرانی متفقہ حملہ کو آگے بڑھے اور بجلی کی طرح دشمن پر ٹوٹے۔ ملکہ سبطورہ نے بھی اپنی فوج سے صاف کہدیا کہ گھبرانا نہیں دشمن ہمت ہار چکا ہے۔ یہ آخری کوشش ہے، اگر اس مقابلہ میں ڈرے رہے تو میدان مار لیا۔

دشمن کا یہ حملہ پوری طاقت کا تھا مگر مازندرانی لوہے کی دیوار کی طرح گڑ گئے۔ ہر چند فیلوس اور ہرمز نے زور لگایا لیکن ایک قدم پیچھے نہ ہٹے۔ اب شام قریب تھی کہ مازندرانیوں نے بھی جان توڑ کر ایک حملہ کیا۔ اس حملہ کی تاب سیستانی نہ لا سکے اور سب سے پہلے ہرمز کی فوج پیچھے ہٹی اس کے ہٹتے ہی مازندرانیوں

نے سارا زور ایرانیوں پر ڈال دیا۔ اس دباؤ کی تاب وہ بھی نہ لا سکے اور بھاگے فوج کے بھاگتے ہی ہرمز اور فیلوس بھی چلنے کے واسطے تیار ہوئے کہ اسی برہنہ آدمی نے آگے بڑھ کر اور پاس پہنچکر ایک وار تلوار کا اس زور سے کیا کہ ہرمز کی گردن الگ جا کے پڑی۔ فیلوس اپنے ہمراہی کی یہ کیفیت دیکھکر پلٹا اور باواز بلند کہا۔

اوہو۔ بہرام، بس اب آرزو پوری ہو گئی۔

بہرام۔ میں خود یہی ارمان رکھتا ہوں، آ مقابلہ کو آ۔

دونوں میں دیر تک مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر نہ وہ نیچے گرتا تھا نہ وہ۔

ملکہ سبطورہ اور تمام فوج دور سے کھڑی یہ دلچسپ منظر دیکھ رہی تھی خیال ہوا کہ مدد پہنچائی جائے، مگر ساتھ ہی اندیشہ ہوا کہ مدد پہنچتے ہی فیلوس رفو چکر ہو جائیگا۔ ابھی تک یہ پتہ نہ چلا تھا کہ یہ مقابلہ کون کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ بہرام نے کمند زور سے پھینکی فیلوس ہر چند تڑپا اور لوٹا۔ مگر پھنس گیا تھا نہ نکل سکا۔

برہنہ آدمی نے زور سے نعرہ مارا اور کمند میں پھنسے ہوئے فیلوس کو گھوڑے سے باندھکر آگے بڑھنے لگا۔ یہ سب کے واسطے تعجب انگیز معاملہ تھا کہ کل بھی پتہ نہ لگ سکا اور آج بھی۔ کہ یہ شخص کون ہے۔ اس وقت ملکہ سبطورہ وزیر جنگ اور ملکہ کی ماتینوں لپکے۔ برہنہ آدمی نے بھی گھوڑا الٹا کر دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد ملکہ نے دیکھا تو بہرام تھا۔ چیخکر کہا۔ میرا پیارا نمک حلال بہرام۔

بہرام۔ بہرام نہیں، سرکار عالیہ غلام۔ نا فرمان نہیں ہوں۔ حدود شہر کے اندر داخل نہیں ہوا۔

وزیر جنگ نے دوڑ کر بہرام کو گلے سے لگا لیا اور کہا۔

ملکہ عالیہ بہرام بے قصور ہے۔ اس کی خطا کچھ نہیں، یہ ایک سازش تھی جس کا یہ شکار ہوا۔ خطا میری ہے۔

**ملکہ۔** میں اچھی طرح سمجھتی ہوں لیکن مصلحت یہی ہے کہ جو راز اس وقت تک راز رہا وہ آئندہ بھی راز رہے۔

**ما۔** کچھ شک نہیں، بہرام یہ حق رکھتا ہے کہ وہ سلطنت کے معاملات میں برابر کا شریک ہو۔

**وزیر۔** یقیناً۔

**بہرام۔** میں وہی غلام ہوں۔

**ملکہ۔** قصور معاف کیا گیا۔

بہرام نے قدموں پر سر رکھکر کہا۔

خدا عمر و اقبال میں ترقی دے۔

فوج معہ افسروں کے ہشاش بشاش مازندران لوٹی۔ تین روز تک اس فتح کا جشن منایا گیا۔ تیسرے روز سیطورہ دلہن بنی اور اس کی ماں نے اپنے ہاتھ سے بیٹی کا ہاتھ بہرام کے ہاتھ میں دیکر کہا:۔

لو بہرام دلہن مبارک ہو۔

---

# عظیم الشان آشر دگی

جس کا دھواں اس بدنصیب انسانی ہستی کے کلیجے سے نکلا جو عصمت کے نام سے دنیا میں پیدا ہوئی اور عالم بالا پر دھواں ہار گھٹا بنکر پہنچا۔ فرشتوں نے اس کی فریاد پر صدائے لبیک بلند کی اور آسمانی کائنات کا ذرہ ذرہ ہلیلا کر رب العزت کے قدموں میں انتقام کا ملتجی ہوا۔ وہ سنگدل باپ جس نے اصل نسل مغلائی اور اس خاندان کی لڑکی کو جسکا آنچل تک فرشتوں کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ بھرے پنچوں میں اس گناہ پر کہ نکاح ثانی کیا عدالت تک گھسیٹ کر جیلخانے پہنچانے کے بعد باغ باغ ہے وہ پتھر ماں جس نے نو مہینہ پیٹ میں رکھنے اور تیرہ برس پرورش کرنے کے بعد معصوم اور بیگناہ بچی کو یہ دکھایا کہ نکاح ثانی کے جرم میں بے خطا اور بے قصور لڑکی قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے نہال نہال ہے۔ وہ زندہ رہیں نظام دنیا کے سلسلہ میں عذاب قید سے مردوں کے قریب پہنچ چکی تھیں کہ نظام قدرت اپنا ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے؟ اس کا جواب اس کتاب میں ملیگا جس کا نام نوحہ زندگی ہے اور جو مصور غم علامہ راشد الخیری کی بے مثل تصنیف ہے۔ یہاں آپکو ایک ایسا قبرستان ملے گا جس میں ایک عصمت کی لاج رکھنے والی بیوی اور غیرت پر قربان ہونے والی ماں اپنے دو معصوم بچوں کو آغوش میں لیے گہری نیند سو رہی ہے۔ کتاب نہیں ایک جادو ہے جس کا ہر لفظ مرثیہ ہے اور یہ حق رکھتا ہے کہ ہر مسلمان اسکو ایک دفعہ مطالعہ کرے اور سمجھ لے کہ بیوہ اور اس کی زندگی نے اسلام میں کیا صورت اختیار کی۔ نوحہ زندگی باطل پرستوں کو حق پرستی کا سبق سکھائیگی۔ اور مسلمانوں کو بتائیگی کہ ایک مسلمان کے رسم و رواج نہیں مذہب اور صرف مذہب ہی ایک چیز ہے۔ نوحہ زندگی ظالموں کو رحمدل جابروں کو رحیم بنائیگی۔ قیمت ۱۲ علاوہ محصول

**ملنے کا پتہ منیجر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی**

---

**علامہ راشد الخیری کی تصانیف**

صبح زندگی — ڈیڑھ روپیہ
شام زندگی — ایکروپیہ چار آنے
شب زندگی — ایک روپیہ
الزہرا — بارہ آنے
جوہر قدامت — ڈیڑھ روپیہ
منازل السائرہ — ایک روپیہ
آفتاب دمشق — ایکروپیہ چار آنے
ماہ عجم — ایکروپیہ چار آنے
عروس کربلا — ڈیڑھ روپیہ
محبوبہ خداوند — ایکروپیہ چار آنے

**علامہ راشد الخیری کی تصانیف**

سلار مغرب — آٹھ آنے
بنت الوقت — آٹھ آنے
فسانہ سعید — دس آنے
تائید غیبی — آٹھ آنے
روداد قفس — چھ آنے
اعمالنامے — چھ آنے
مودودہ — آٹھ آنے
جوہر عصمت — چھ آنے
گوہر مقصود — چھ آنے
سوکن کا جلاپا — دس آنے

رضی اللہ عنہا

# الزہرا

## یعنی خاتون جنت بنت رسول سیدۃ النسا حضرۃ فاطمۃ الزہرا کے حالات زندگی

تعلیم نسواں کی آڑ میں جس سنگدلی سے مغربی طوفان چمنستان مشرق کو پامال کر رہا ہے وہ کسی باخبر سے پوشیدہ نہیں جن خوبیوں پر مسلمانوں کو ہمیشہ ناز رہا اور جن باتوں پر وہ سدا فخر کرتے رہے آج ان کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ نماز روزہ، خلق، محبت، خلوص، ہمدردی، سلیقہ کفایت شعاری کی بجائے اس وقت وہ لڑکیاں پیدا ہو رہی ہیں جو اسلام سے کوسوں دور اور مغربی رنگ میں چکنا چور دکھائی دیتی ہیں ایسے نازک موقع پر کہ یہ مشرقی مہمان دم توڑ رہا ہے اور اسکی خوبیاں حالت نزع میں ہیں اشد ضرورت ہے کہ لڑکیوں کی نظر سے وہ کتابیں نکلیں جو ان کو سعادتمند بیٹی اور سلیقہ شعار بیوی۔ سچی مسلمان اور کامل انسان بنا سکیں۔ کتابیں زمانہ کی رفتار کو ہاتھ سے نہ دے اور نہایت خاموشی سے اپنی دلچسپی میں ان جواہرات سے لبریز ہو جنکی چمک آنکھوں کے ساتھ دل کو بھی منور کردے۔

لڑکیوں کے پڑھنے کے قابل جو کتابیں اس وقت موجود ہیں ان میں یہ دیکھکر کس قدر صدمہ ہوتا تھا کہ بنت رسول سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا کے کارناموں سے زنانہ لٹریچر قطعاً محروم ہے۔ کتاب کی تکمیل چنداں مشکل کام نہ تھا مگر میرا دل چاہتا تھا کہ یہ واقعات اس بلبل خوش الحان کے نغموں میں ادا ہوں جس کا قلم تمام ہندوستان کو مسخر کر چکا ہے یعنی

### علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی

مولینا کا قلم بنت رسول کی داستان کہہ نہیں سکتا کہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ تاریخ میں ایک بیش بہا اضافہ کے ساتھ الزہرا بتائیگی کہ میاں بیوی کس طرح رہتے ہیں۔ مائیں بچوں کو کس طرح پالتی ہیں۔ دنیا کے ساتھ دین کیونکر میسر آسکتا ہے۔ باپ بیٹیوں کے برتاؤ کیا ہوتے ہیں اور انسانی ہستی کیا معنی رکھتی ہے الزہرا افسانہ نہیں بنت رسول کے حالات و سوانح ہیں اور یہ واقعات ایسے دردانگیز ہیں کہ پڑھتے پڑھتے ہچکی بندھ جاتی ہے باوجود خونانہ حیثیت کے اس قدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھنے سے بھی نیت سیر نہیں ہوتی خاتمہ پر ایک مفصل بحث شہادت اہلبیت پر ہے اور میدان کربلا کے واقعات جس طرح ادا کیے گئے ہیں انکی بابت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ محرم کا بیان اور مولینا کی زبان قیمت ۱۲ محصول علاوہ

**ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی**

مصورِ غم علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف

# شبِ زندگی کا دوسرا حصہ

طیار ہے

شبِ زندگی حصہ اول پڑھ لینے کے بعد کون ایسا شخص ہوگا جو اس کے دوسرے حصہ کے مطالعہ کا مشتاق نہ ہو گیا ہو۔ شبِ زندگی حصہ دوم کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ ہزار چھپا تھا اور اشتہار نکلنے سے پہلے ہی پانسو تو فقط ایک تاجر کتب نے لیا۔ اور تین سو متفرق طور پر بک گیا۔ اب میرے پاس دو سو جلدیں باقی ہیں۔ آپ نے اگر فوراً فرمائش نہ بھیجی تو دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

شبِ زندگی حصہ دوم کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی

# صبحِ زندگی، شامِ زندگی، شبِ زندگی

ان کتابوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ایک پر درد اور دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں وہ تمام باتیں بیان کر دی گئی ہیں جن کی پیدایش سے لیکر وفات تک ضرورت پڑسکتی ہے۔

**صبحِ زندگی** میں ایک لڑکی کے بچپن کا زمانہ دکھا کر یہ بتایا گیا ہے کہ پیدائش سے شادی تک لڑکیوں کو کیا سکھانا چاہیے اور کیونکر سکھانا چاہیے۔ قیمت ۱؎ ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول

**شامِ زندگی**۔ اس میں سسرال کے زمانہ کی مشکلات کو ایسے موثر طریقہ سے حل کیا ہے کہ سعید بچیاں اسے دیکھ لیں گی تو شادی اُن کے واسطے شادی ہی ہوجائیگی قیمت ۱؎ علاوہ محصول

**شبِ زندگی**۔ اس میں موت کے بعد کا بیان اور عالم بالا کا نظارہ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں قیمت حصہ اول ایک روپیہ اور حصہ دوم بھی ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی

# بیس سال میں سوراج

خاوند بیویوں کی شکایت چھوڑ دیں۔ بیویاں خاوندوں کا دکھڑا ختم کریں۔ آج کل کے بڈھے اور جوان اپنا عیش و آرام بھول جائیں اور فقط اولاد کو کامیاب بنانے کا خیال دل میں جمالیں تو بیس سال میں سوراج ملتا ہے۔ سوراج ہی نہیں ہم۔

# دنیا میں انقلاب

پیدا کر دیں ذرا خود غرضی سے باز آؤ اور تکلیف کو تکلیف نہ سمجھو پھر جان لینے کی ضرورت ہے نہ جان دینے کی۔ بیس سال ایک رات کی طرح گزر جائیں گے جس کی صبح ہمارے لیے۔

# نعمتوں کا انبار

لیکر آئیگی۔ اولاد کو کامیاب بنانے کا ذریعہ ہے کہ انہیں صحیح تعلیم و تربیت دیجے۔ آج میں آپ کو صرف اس کتاب کا نام بتاتا ہوں جو مولوی ظفر علی خاں اور خواجہ حسن نظامی جیسے معتقد مبصرین اور تہذیب نسواں اور شریف بی بی جیسے مشہور زنانہ اخباروں کے نزدیک لڑکیوں کے لیے بینظیر ہے وہ کون سی کتاب ہے؟ شام زندگی۔

# شام زندگی

مصور غم علامہ راشد الخیری کی سب سے اچھی تصنیف ہے اور قصہ کے پیرایہ اور نہایت موثر انداز میں بتاتی ہے کہ عورت کو کیسا ہونا چاہیئے۔ مرد اور عورت یعنی میاں اور بیوی دونوں اسے پڑھیں اور پھر بچیوں کو پڑھائیں۔ علاوہ مفید ہونے کے دلکش اتنی ہے کہ شروع کر کے آپ شام زندگی کو ہاتھ سے رکھ نہیں سکتے اور اثر کا تو کیا کہنا۔ ہر سطر دل کو درد مند اور آنکھوں کو نمناک کر دیتی ہے شام زندگی ہی نے علامہ راشد الخیری کو قوم و ملک سے "مصور غم" کا خطاب دلوایا ہے۔ شام زندگی کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحے ہے اور قیمت سوا روپیہ (محصول ڈاک علاوہ)

**ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی**

# سمرنا کا چاند

## اگر آپ ناول پڑھتے ہیں

تو دنیا کے مخرب اخلاق اور بیہودہ ناولوں کو چھوڑ کر "سمرنا کا چاند" دیکھئے۔ کیونکہ یہ ان سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اُن سے زیادہ پر لطف ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ بات کہ شریف خاتونیں بھی اس کو پڑھتی ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتی ہیں اور بغیر ختم کیے چھوڑنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا۔

## اگر آپ سیاسیات کے دلدادہ ہیں

تو آپ "سمرنا کا چاند" ملاحظہ فرمائیے۔ کیونکہ اس میں سیاسیات حاضرہ پر بھی قصہ کے ضمن میں بہت کچھ روشنی ڈالی گئی ہے، اور نہایت دلچسپ الفاظ میں اس کے محاسن و معائب کو خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

## اگر آپ تعلیم و تربیت پر شیفتہ ہیں

تو "سمرنا کا چاند" دیکھئے جس میں تعلیم و تربیت کے فوائد اور عدم تربیت کے نقائص کو ثابت کیا ہے۔

## اگر آپ اُردو لٹریچر کا لطف اٹھانا چاہیں

تو "سمرنا کا چاند" ملاحظہ فرمائیں۔ جو علامہ راشد الخیری کی بہترین تصنیف ہے۔

قیمت عہ علاوہ محصول

### ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ تمدن میٹا محل دہلی

قیمت سالانہ ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر

# تمدن دہلی

قیمت سالانہ ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر

## علمی، ادبی، تاریخی، معاشرتی، مذہبی، تمدنی، سیاسی

## مضامین کا مخزن

یہ ہندوستان کا وہ ممتاز ترین رسالہ ہے جو ملک کے ایک مشہور اہل قلم

محمد عباس حسین قادری، سابق رکن ادارت "ہمدرد" "ہمدم" "جمہور"

"قوم" "صباح" "فتح" "کانگریس" "بندے ماترم"

کی ایڈیٹری میں دہلی سے نہایت باقاعدہ نکلتا ہے۔ ملک کا شاید ہی کوئی ممتاز ناثر و ناظم ایسا ہوگا جس کی خدمات تمدن کو نہ حاصل ہوں۔ اخباروں کے بے شمار حوصلہ افزا ریویو ہوئے ہیں چند ریویو یہ ہیں۔

**الخلیل بجنور** زبان اردو کے دلدادوں کے لیے ہر قسم کی دلچسپ نظم و نثر کا اہتمام ہے۔ اس کے مضامین ملک کے لیے بیش بہا خزانہ ہیں۔

**نیر اعظم مرادآباد** وہ سب باتیں ہیں جو ایک چوٹی کے رسالہ میں ہونا لازمی ہیں رسالہ ظاہری اور معنوی دونوں حیثیتوں سے اچھا ہے۔

**خطیب دہلی** آج کل کے تقریباً تمام مشہور اردو لکھنے والے اس کی قلمی معاون ہیں اور خود تجربہ کار اور مشاق تحریر مدیر اسے محنت سے ترتیب دیتے ہیں

**صحیفہ بجنور** نظم و نثر کے بہترین نمونے موجود ہوتے ہیں۔

## پتہ

## دفتر رسالہ تمدن مٹیا محل دہلی